بریلویت کی اصلیت

تالیف

مناظر اسلام مولانا نذر محمد صاحب قاسمی

مہتمم مدرسہ دار العلوم محمدیہ مظفر نگر



مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴

بریلویت کی اصلیت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا نذر محمد قاسمی صاحب

ناشر

۲۴۷۵۵۴

مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

01336-24017

MAKTABA TAYYEBA

Publishers & Book Sellers

تفصیلات

نام کتاب	بریلویت کی اصلیت
مؤلف	مناظر اسلام مولانا نذر محمد صاحب قاسمی
سن اشاعت	جون ۱۹۹۸ء
تعداد	گیارہ سو ۱۱۰۰
ناشر	مکتبہ طیبہ دیوبند
باہتمام	محمد طیب قاسمی
قیمت	
کتابت	ابو الحسنات قاسمی دیوبند

ملنے کا پتہ

مکتبہ طیبہ دیوبند

فہرستِ عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مادر علمی شمس العلوم ٹنڈھیڑہ مظفرنگر
جس کی آغوشِ تربیت میں رہ کر قلم و زبان کو قوت
حاصل ہوئی ہے

نذر محمد قاسمی

تقریظ

اجمل العلماء حضرت مولانا جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم

محدثِ جلیل دار العلوم وقف دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امّا بعد :

اہلِ حق اور باطل کے درمیان ابتداء ہی سے جنگ چلی آرہی ہے کہیں اہلِ سنّت والجماعت اور اہلِ اعتزال کے درمیان جنگ ہے تو کہیں دیوبندی، بریلوی کے درمیان ۔ کہیں اسلام اور کفر کا مقابلہ ہے تو کہیں شیعہ سُنّی کا ۔ غرض کہ اس طرح کی مقابلہ آرائی ہر دور میں رہی ہے اور ہر دور میں اہلِ حق نے اہلِ باطل کا مقابلہ کیا ہے اور ان کا مُنہ توڑ جواب دیا ہے ۔

عزیز گرامی مولانا نذر محمد صاحب بانی و مہتمم جامعہ دینیہ مدنی کالونی مظفر نگر و سابق مدرس جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور جہاں ایک کامیاب مدرس ہیں اسی کے ساتھ ایک شعلہ بیان مقرر اور اہلِ باطل کو دنداں شکن جواب دینے والے مناظر بھی ہیں ۔

عزیز موصوف نے رضاخانیت کے رد میں " بریلویت کی اصلیت " نامی ایک کتاب ترتیب دی ہے جس کی زبان شُشتہ و شگفتہ اور دل آویز ہے اور ہر بات مدلّل ہے ۔ احقر کے نزدیک یہ رسالہ عوام و خواص

دونوں ہی کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔
اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور مؤلفِ موصوف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

والسلام

جمیل احمد عفرلہٗ مدرس دارالعلوم وقف دیوبند

۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

احمد رضا بریلوی کا مختصر تعارف

احمد رضا بریلوی ۱۴/ جون ۱۸۶۵ء میں شہر بریلی صوبہ اتر پردیش ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام محمد رکھا گیا والدہ نے امّن میاں اور والد نے احمد میاں اور دادا نے احمد رضا رکھا۔

(اعلیٰ حضرت ص۲۵ مصنف نسیم بستوی)

لیکن احمد رضا بریلوی ان اسماء میں سے کسی پر بھی مطمئن نہیں ہوئے اور اپنا نام عبد المصطفیٰ رکھالیا۔ (مَن ھو احمد رضا ص۱۵ مصنف شجاعت علی قادری)

اور خط و کتابت میں اسی نام کا استعمال کثرت سے کرتے رہے۔

احمد رضا بریلوی کا رنگ نہایت سیاہ تھا لوگ ان کو اکثر چہرے کی سیاہی کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ اس بات کا اعتراف ان کے بھتیجے نے بھی کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ابتدائی عمر میں آپکا رنگ گہرا گندمی تھا لیکن مسلسل محنت ہائے شاقہ نے آپ کی رنگت کی آب و تاب ختم کر دی تھی۔ (اعلیحضرت ص۲۰ مصنف نسیم بستوی)

نوٹ:- یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ "گہرا گندمی" رنگ کی کون سی قسم ہے۔ کیا ضرورت ہے ان تاویلات میں پڑنے کی؟ صاف طور پر اعتراف کرنے میں کیا حرج ہے؟ کہ ان کا رنگ سیاہ تھا۔ رنگ کا سیاہ ہونا یہ کوئی عیب نہیں۔ بریلوی حضرات اس کو عیب کیوں تصور کرتے ہیں؟

احمد رضا بریلوی نحیف و نزار تھے دردِ گردہ اور دوسری کمزور کر دینے والی

بیماریوں میں مبتلا تھے۔ (اعلیٰ حضرت ص۲۰ و ص۳۵ مصنف ظفر الدین بہاری)

کمر درد کا شکار رہتے اسی طرح سر درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی ص۶۴)

ان کی دائیں آنکھ میں نقص تھا یعنی کانے تھے اور اس میں تکلیف رہتی اور وہ پانی اترا اتر آنے سے بے نور ہو گئی تھی۔ طویل مدت تک اس کا علاج کراتے رہے مگر وہ ٹھیک نہ ہو سکی۔ (ملفوظات احمد رضا بریلوی ص۲۰، ۲۱)

ایک مرتبہ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا انہوں نے سالن کھا لیا مگر چپاتیوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ان کی بیوی نے کہا کیا بات ہے؟ خالی سالن کے شوربے پر ہی کیوں اکتفا، کیا چپاتیاں کیوں نہیں نوش کیں؟ انہوں نے جواب دیا مجھے نظر ہی نہیں آئی حالانکہ وہ بھی سالن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی۔

(انوار رضا ص۳۶ مجموعہ مقالات احمد رضا بریلوی)

احمد رضا بریلوی نسیان میں مبتلا تھے ان کی یادداشت بہت کمزور تھی ایک مرتبہ عینک اونچی کر کے ماتھے پر رکھ لی گفتگو کے بعد تلاش کرنے لگے عینک نہ ملی اور بھول گئے کہ عینک ان کے ماتھے پر ہے کافی دیر پریشان رہے اچانک ان کا ہاتھ ماتھے پر لگا تو عینک ناک پر آ کر رک گئی تب پتہ چلا کہ عینک تو ماتھے پر تھی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ص۶۴ مصنف ظفر الدین بہاری)

ایک مرتبہ وہ طاعون میں بھی مبتلا ہوئے اور خون کی قے کی۔

(حیاتِ اعلیحضرت ص۲۲ مصنف ظفر الدین بہاری)

مزاج کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ تیز تھے

(انوار رضا ص۳۵۸ مجموعہ مقالات احمد رضا)

احمد رضا بریلوی بہت جلد غصے میں آجاتے۔ زبان کے مسئلے میں بہت

غیر محتاط اور لعن طعن کرنے والے تھے۔ فحش کلمات کا کثرت سے استعمال کرتے تھے بعض اوقات اس مسئلے میں حد سے تجاوز کر جاتے تھے اور ایسے کلمات کہتے کہ اس کا صدور صاحب علم و فضل سے تو درکنار کسی عام آدمی کے بھی لائق نہ ہوتا۔

فحش زبانی کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: اس کی دوشقی میں اس تیسرے کا دخول۔

(وقعات السنان ص۲۵ مصنف احمد رضا بریلوی)

اور جب اس فحش کلامی پر بھی طبیعت سیر نہ ہوئی تو آگے لکھا: مسمات یہ تیسرا بھی ہضم کر گئی۔ (وقعات السنان ص۴۵ مصنف احمد رضا بریلوی)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: رسلیا والا بھی کیا باور کریگا کہ کسی کرتے سے پالا پڑا تھا۔

(وقعات السنان ص۴۹ مصنف احمد رضا بریلوی)

نوٹ:۔ یاد رہے کہ "کرتے" کے معنی گدھے کے بچے کے آتے ہیں۔

احمد رضا بریلوی کے ایک معتقد بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آپ مخالفین کے حق میں سخت تند مزاج واقع ہوئے تھے اور اس سلسلے میں شرعی احتیاط کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے۔ (مقدمہ مقالات احمد رضا ص۳ مصنف کوکب صاحب)

احمد رضا بریلوی کی سخت مزاجی اور فحش زبانی کی وجہ سے لوگ ان سے متنفر ہو گئے تھے۔ بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس بری عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ مولوی محمد یٰسین صاحب بھی جو مدرسہ اشاعت العلوم کے مدیر تھے اور جنھیں احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے وہ بھی ان سے علیحدہ ہو گئے۔ (حیات اعلیحضرت ص۲۱۱ مصنف ظفر الدین بہاری)

اور اس پر مستزاد یہ کہ مدرسہ مصباح التہذیب جو احمد رضا بریلوی کے

والد صاحب نے بنوایا تھا وہ بھی ان کی ترش روئی و سخت مزاجی بذات لسانی اور مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور اس کے منتظمین ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے دیوبندیوں وہابیوں سے جا ملے اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ بریلویت کے مرکز میں احمد رضا بریلوی کی حمایت میں کوئی بھی مدرسہ باقی نہ رہا۔ باوجود اس کے: کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت وہاں پر اپنی تمام تر سرگرمیوں سمیت موجود تھے۔

(اعلیٰ حضرت ص ۲۱۱ مصنف ظفر الدین بہاری)

جہاد کی مخالفت

احمد رضا بریلوی کا دور انگریزی استعمار کا دور تھا۔ مسلمان ہر طرح کی آزمائش میں مبتلا تھے۔ ان کا عہدِ اقتدار ختم ہو چکا تھا انگریز قوم مسلمانوں کے وجود کو یکسر ختم کرنا چاہتی تھی، علماءِ حق کو تختۂ دار پر لٹکایا جا رہا تھا، مسلمان عوام ظلم و تشدد کا نشانہ بن رہے تھے، ان کی جائدادیں ضبط کی جا رہی تھیں۔ کالا پانی اور دوسرے عقوبت خانوں میں مختلف سزائیں دیجا رہی تھیں۔ ان کی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ ختم ہو چکا تھا۔ انگریز مسلم قوم کو برِصغیر سے مٹا دینا چاہتا تھا۔ اس پُر فتن اور پُر آشوب دور میں اگر کوئی جماعت انگریز قوم کے خلاف صدا بلند کر رہی تھی اور پوری ہمت و شجاعت کے ساتھ جذبۂ جہاد سے سرشار ان کا مقابلہ کر رہی تھی تو وہ صرف علماءِ دیوبند کی جماعت تھی۔ انہوں نے علمِ جہاد بلند کیا، اپنی جائدادیں ضبط کروائیں، کالا پانی کی سزائیں برداشت کیں، دار و رسن کی عقوبتوں سے دوچار ہوئے، اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا مگر انگریزی استعمار کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ اکابر چاہتے تھے کہ برِصغیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو اور شرک و بدعت و بُت پرستی کا خاتمہ ہو جائے، مسلمان سیاسی و اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں۔ ایسے نازک وقت میں ضرورت تھی اتفاق و اتحاد کی، مل جل کر کام کرنے کی، ایک پرچم تلے متحد ہو کر انگریزی استعمار کو ختم کرنے کی۔ مگر استعمار یہ نہ چاہتا تھا بلکہ وہ مسلمانوں کو باہم دست و گریباں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کام کے لئے ان کو چند افراد کی ضرورت

تھی جو ان کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈال سکیں اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر سکیں۔ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کی قوت و شوکت کو کمزور کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انگریز نے مختلف اشخاص کو منتخب کیا جن میں سرِفہرست مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرے نمبر پر احمد رضا بریلوی ہیں۔

اس بات کے لئے قارئین حضرات مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:
آئینۂ صداقت، مقدمہ الشہاب الثاقب، مقدمہ رسائل چاندپوری۔ بریلوی فتویٰ، تکفیری افسانے وغیرہ۔

جہاں تک مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیاں ہیں تو کسی سے مخفی نہیں۔ مگر جہاں تک احمد رضا بریلوی کا تعلق ہے تو ان کا معاملہ ذرا محتاجِ وضاحت ہے۔ احمد رضا بریلوی نے انگریزی استعمار کے مخالفین علماء کو سب و شتم اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ خاص طور سے ان علماء کو جو انگریز کے خلاف محاذ آراء تھے اور ان کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ انگریز کی طرف سے ان علماء کی بستیوں پر بلڈوزر چلائے گئے۔ بنگال جیسے صوبے میں ایک لاکھ علماء و عوام کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ انگریز ہنٹر نے اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب "انڈین مسلمز" میں لکھا ہے کہ ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمانوں کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں۔ اگر خطرہ ہے تو صرف علماءِ دیوبند سے کیونکہ صرف وہ ہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں۔ (انڈین مسلمز صـ۳۲)

انگریزی استعمار نے احمد رضا بریلوی کو اپنی مشہور پالیسی یعنی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے تحت استعمال کیا۔ تاکہ وہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار

کا بیج بو کر ان کے اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پارہ پارہ کر دیں۔ اور عین اس وقت جبکہ انگریز کے مخالفین علماء و عوام انگریزی حکومت سے نبرد آزما تھے اور جہاد میں مصروف تھے احمد رضا بریلوی نے ان جملہ مسلم رہنمایانِ قوم کا نام لے کر تکفیر کی، جنہوں نے آزادی کی تحریک کے کسی بھی شعبے میں حصہ لیا۔ وہ قابلِ قدر جماعتیں جنھوں نے تحریک آزادیٔ ہند میں حصہ لیا، ان میں اساتذۂ دارالعلوم دیوبند، جمعیۃ العلماء ہند، مجلسِ احرار، تحریکِ خلافت، غیر مقلدین، مسلم لیگ، نیلی پوش مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند فوج خاص ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی کانگریس قابلِ ذکر ہیں۔

احمد رضا بریلوی آزادیٔ ہند کی ان تمام تحریکوں سے نہ صرف لاتعلق رہے بلکہ ان تمام جماعتوں اور ان کے اکابرین کی تکفیر و تفسیق کی۔ ان کے خلاف سب و شتم میں مشغول رہے اور ان میں شمولیت کو حرام قرار دیا۔

احمد رضا بریلوی تو تحریکِ خلافت کے دوران ہی وفات پا گئے تھے البتہ ان کے بعد ان کے جانشینوں نے ان کے مشن کو جاری رکھا اور علماءِ دیوبند کے علاوہ مسلم لیگ کی شدید مخالفت کی اور لیگی زعماء کے خلاف کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا اور اس طرح انہوں نے بالواسطہ طور پر انگریزی استعمار کے ہاتھ مضبوط کئے۔ احمد رضا بریلوی کی سرپرستی میں بریلوی زعماء نے مسلمانوں کو ان تحریکوں سے دور رہنے کی تلقین کی اور جہاد کی سخت مخالفت کی۔ چونکہ شرعاً جہادِ آزادی کا دار و مدار ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر تھا اکابرینِ ملتِ اسلامیہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے احمد رضا بریلوی نے اسی بنا پر جہاد کو منہدم کرنے کے لئے یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور اس کے لئے بیس ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ بنام "اعلام الاعلام بانّ ہندوستان

دارالاسلام" لکھا۔ یعنی اکابرین کو ہندوستان کے دارالاسلام ہونے سے آگاہ کیا۔

اس رسالے کے شروع میں جس چیز پر زور دیا گیا ہے وہ ہے علماء دیوبند کافر و مرتد ہیں۔ انہیں جزیہ لیکر بھی معاف کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح نہ انھیں پناہ دینا جائز، نہ ان سے نکاح کرنا جائز، نہ ان کا ذبیحہ جائز، نہ ان کی نماز جنازہ جائز، نہ ان سے میل جول رکھنا جائز، نہ ان سے لین دین جائز۔ بلکہ ان کی عورتوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ اور کتاب کے آخر میں لکھا ہے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (یعنی خدا انہیں غارت کرے وہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں)۔

(اعلام الاعلام ص ۱۹، ۲۰ مصنف احمد رضا بریلوی)

یہ رسالہ احمد رضا بریلوی کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے کہ عنوان کتاب کیا ہے، اور زورِ قلم کس بات پر صرف کیا گیا ہے؟ اس سے ان کے مکروہ عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں کہ وہ کس طرح مجاہدین کی مخالفت کرکے انگریزی استعمار کی حمایت و تائید کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنانِ دین وملت کا دست و بازو بن چکے تھے۔

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکرے کرنے پر انگریزوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے اور مولانا محمد علی جوہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابرین کی زیر قیادت خلافتِ اسلامیہ کے تحفظ و بقاء کے لئے انگریزوں سے جنگ لڑ رہے تھے عین اس وقت احمد رضا بریلوی انگریزوں کے مفاد میں جانے والی سرگرمیوں میں اپنی پوری قوت کے ساتھ مصروف و مشغول تھے۔

بلاشبہ تحریکِ خلافت انگریزوں کو ان کی بدعہدی پر سزا دینے کیلئے

نہایت مؤثر ثابت ہو رہی تھی۔ تمام مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو چکے تھے۔ علماء وعوام اس تحریک کی حمایت و تائید کر رہے تھے۔ خود ایک بریلوی مصنف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم ختم ہوئی۔ جرمنی اور اس کے ساتھیوں ترکی اور آسٹریا وغیرہ کو شکست فاش ہوئی۔ ترکوں سے آزادئ ہند کے متعلق ایک معاہدہ طے پایا۔ لیکن انگریزوں نے بدعہدی اور وعدہ خلافی کی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت رنج وملال ہوا اور وہ بپھر گئے اور انگریز کے خلاف متحد ہو گئے۔ اہل سیاست اس فکر میں تھے کہ کسی طرح انگریزوں کو وعدہ خلافی کی سزا دیجائے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ خلافت اسلامیہ کا تحفظ فرائض وواجبات میں سے ہے بس پھر کیا تھا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ (دوام العیش ص۱۵ مصنف مسعود احمد)

درحقیقت تحریک خلافت انگریزوں کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو رہی تھی، مسلمان انگریزوں کے خلاف متحد ہو چکے تھے۔ قریب تھا کہ یہ تحریک انگریزی سلطنت کے خاتمے کا باعث بن جاتی۔ اس امر کی وضاحت امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے مگر بریلوی مکتب فکر کے امام احمد رضا بریلوی نے انگریزوں کے خلاف چلنے والی اس تحریک کے اثرات ونتائج کو بھانپتے ہوئے انگریزوں سے دوستی کا ثبوت دیا اور تحریک خلافت کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک رسالہ "دوام العیش" کے نام سے تالیف کیا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ چونکہ خلافت شرعیہ کیلئے قریشی ہونا ضروری ہے اور آگے لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ترکوں کی حمایت ضروری نہیں کیونکہ وہ قریشی نہیں ہیں۔ اس بناء پر انہوں نے انگریزوں کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کی بھرپور مخالفت کی۔

اور انگریزی استعمار کی مضبوطی کا باعث بنے۔

احمد رضا بریلوی نے تحریکِ خلافت کے مسلم زعماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھا ہے کہ ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے اصل مقصود یہ ہے کہ خلافت کا نام لو عوام بپھریں چندہ خوب ملے اور گنگا جمنا کی مقدس سرزمین آزاد ہو۔ (دوام العیش ص۶۳ مصنف احمد رضا بریلوی)

احمد رضا بریلوی نے تحریکِ ترکِ موالات کی بھی شدید مخالفت کی کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہ تحریک انگریز کے زوال کا باعث بن سکتی ہے۔ تحریک ترکِ موالات کا مقصود یہ تھا کہ انگریزوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور انہیں ٹیکس وغیرہ کی ادائیگی نہ کی جائے نہ اس کے تحت چلنے والے سرکاری محکموں میں ملازمت کی جائے۔ غرضیکہ ان کی حکومت کو یکسر مسترد کر دیا جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر ہندوستان کی سرزمین سے نکل جائیں۔ اس مقصد کے لئے تمام مسلمانوں نے ۱۹۲۰ء میں متحد ہو کر جد وجہد شروع کر دی جس سے انگریزی حکومت کے خلاف ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا وہ متزلزل ہونے لگی۔ اس تحریک کو گاندھی کے علاوہ احمد رضا بریلوی نے بھی بہت بڑا نقصان پہنچایا۔ اور ایک رسالہ تحریر کر کے اس کی سختی کے ساتھ ممانعت کی اور اس تحریک کے سرکردہ رہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے صادر کئے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے تحریر کئے گئے اپنے رسالہ میں اعتراف کرتے ہیں کہ اس تحریک کا ہدف انگریز سے آزادی کا حصول ہے۔ (المحجۃ المؤتمنہ فی آیت الممتحنہ ص۱۵۵ مصنف احمد رضا بریلوی)

نیز اسی رسالہ میں جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہم مسلمانانِ ہند پر جہاد فرض نہیں اور جو اس کی فرضیت کا قائل ہے وہ مسلمانوں کا مخالف ہے اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔"

(المحجۃ المؤتمنہ فی آیت الممتحنہ ص۲۰۸ مصنف احمد رضا بریلوی)

نوٹ :۔ احمد رضا بریلوی کے استاذ محترم کے حقیقی بھائی مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ "ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں"۔

اور آگے اسی رسالہ میں احمد رضا بریلوی نے لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد سے استدلال کرنا جائز نہیں کیوں کہ ان پر جنگ مسلط کی گئی تھی۔ اور حاکم وقت پر اس وقت تک جہاد فرض نہیں جب تک کہ اس میں کفار کے مقابلے کی طاقت نہ ہو۔ چنانچہ ہم پر جہاد کیسے فرض ہو سکتا ہے کیونکہ ہم انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کو جہاد و قتال اور انگریز کی محاذ آرائی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ (یعنی اے ایمانداروں تم اپنے آپکے ذمہ دار ہو کسی دوسرے شخص کا گمراہ ہونا تمہارے لئے نقصان دہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ تم ہدایت پر گامزن ہو۔

(المحجۃ المؤتمنہ فی آیت الممتحنہ ص ۲۰۶ مصنف احمد رضا بریلوی)

یعنی ہر مسلمان انفرادی طور پر اپنی اصلاح کرے اجتماعی جدو جہد کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اپنے رسالہ کے آخر میں ان تمام رہنمایانِ قوم پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو انگریزی استعمار کے مخالف اور تحریک ترکِ موالات کے حامی تھے۔ (خاتمہ الکتاب ص ۲۱۱ مصنف احمد رضا بریلوی)

احمد رضا بریلوی نے جہاد کو منہدم کرنے کا فتویٰ اپنے رسالہ "دوام العیش" میں بھی دیا ہے۔ لکھا ہے کہ مسلمانانِ ہند پر جہاد و قتال نہیں۔ (دوام العیش ص ۴۶ مصنف احمد رضا بریلوی)

بہر حال احمد رضا بریلوی کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ وہ

انگریزی استعمار کے ایجنٹ ہیں، اور ہر اس تحریک کے مخالف ہیں جو انگریزوں کے خلاف چلائی جاتی ہو۔ احمد رضا بریلوی کے ایک پیروکار نے لکھا ہے کہ مسلمان احمد رضا سے بدظن ہو گئے تھے۔ (مقدمہ دوام العیش ص۱۸ مصنف احمد رضا بریلوی)

ایک اور بریلوی نے لکھا ہے کہ مسئلہ خلافت سے احمد رضا خاں کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہو گیا تھا اور ان کے مرید اور معتقد اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے۔

(کتابی دنیا، مقالہ حسن نظامی ص۲)

بہرحال ٹھیک اس وقت جبکہ مسلمانوں کو متحد ہو کر انگریزی استعمار کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی احمد رضا بریلوی انگریزوں کے مفاد میں کام کر رہے تھے۔

بہرحال ان تحریرات و واقعات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ احمد رضا بریلوی انگریز کے زرخرید ایجنٹ تھے اور ان کی تمام تر سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف اور انگریز کے مفاد میں تھیں۔ کیونکہ انہوں نے مجاہدین کی تو مخالفت کی مگر انگریز کے حامی و مؤید رہے۔

مستشرق فرانس رابنس نے احمد رضا بریلوی کے متعلق لکھا ہے کہ احمد رضا بریلوی انگریزی حکومت کے حامی رہے۔ اور انہوں نے پہلی جنگِ عظیم میں بھی انگریزی حکومت کی حمایت کی۔ اس طرح تحریک خلافت میں بھی ۱۹۲۱ء میں وہ انگریز کے حامی تھے۔ نیز انہوں نے بریلی میں ان علماء کی کانفرنس بھی بلائی جو تحریک ترک موالات کے مخالف تھے۔ (انڈین مسلمز ص۴۴۳ فرانسس رابنس)

یہ تھے بریلوی فرقے کے امام و مجدد و بریلویت کے بانی اور انکی مختصر سرگرمیاں۔

احمد رضا بریلوی کی عملی زندگی کی ایک جھلک

والدین کی گود بچے کا سب سے پہلا مکتب اور تربیت گاہ ہوتی ہے۔ اس مکتب میں جس نوعیت کی تربیت کی جاتی ہے آخری وقت تک اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ احمد رضا بریلوی کے والدین تصوف و ریاضت میں کس حد تک ممتاز تھے اس کیلئے یہ انکشاف کافی ہے:

"اعلیٰ حضرت دس شوال بروز ہفتہ ۱۸۵۲ء ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوئے ان کے والد مولوی نقی علی خاں بڑے عالم اور بزرگ شخص تھے، نوجوانی کی عمر میں ۱۸۷۷ء ۱۲۹۴ھ گویا ۲۱ سال کی عمر میں دونوں باپ بیٹے بیک وقت شاہ آلِ رسول مارہروی سے بیعت ہوئے۔ اور تمام سلسلوں کی اجازت وخلافت اور سندِ حدیث حاصل کی"۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر ص۲۱)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ احمد رضا بریلوی کے والد صاحب کا اس بڑی عمر تک کسی بھی بزرگ سلسلے میں داخل ہوکر بیعت نہ کرنا اور پھر اچانک باپ بیٹے کا ایک ہی مجلس میں مارہرہ جاکر بیعت ہونا اور اسی وقت دونوں کا خلافت کا تاج حاصل کرنا اور پھر بغیر علم حدیث پڑھے اور سنائے سندِ حدیث بھی ساتھ ہی ساتھ لے لینا، باپ اور بیٹا دونوں کی کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت پیرانِ پیر کی بھی بیعت وخلافت کا دن ایک نہ تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت کا عجیب وغریب مقام تھا کہ ایک ہی وقت میں دونوں کام بن گئے۔ اور ذرا شاہ آل رسول کا آستانۂ بیعت بھی دیکھئے کس قدر فیاض تھا کہ ایک ہی دن

میں اجازتِ بیعت وخلافت اور سندِ حدیث بھی عنایت فرمادیں۔ اور باپ بیٹے دونوں کا کام کردیا۔

یہ تو تھا والد صاحب کا حال۔ اور اب ذرا ایک نظر والدہ صاحبہ کے زہد وتقویٰ پر بھی ڈالئے۔ احمد رضا بریلوی کی والدہ صاحبہ بھی محبتِ خداوندی اور جذبۂ حسنات میں بہت آگے نکلی ہوئی تھیں۔ جب احمد رضا بریلوی نے حج کا سفر کیا بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے روحانی جذب کی ایک جھلک والدہ صاحبہ اکس وصیت سے اس طرح ملتی ہے۔ فرماتی ہیں:

"حج فرض تو اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا۔ اب میری زندگی میں پھر دوبارہ حج کا ارادہ نہ کرنا۔" (امام احمد رضا نمبر ص۳۴۴)

احمد رضا بریلوی کی والدہ کی اس وصیت کو بار بار پڑھیئے اور اندازہ لگائیے کہ حج نہ ہوا گویا ایک بہت بڑی مصیبت تھی جس سے پیچھا چھٹا۔ اس احساس کی داد دیجئے۔ اور آئندہ حج نہ کرنے کی نیت پر بھی سر دھنئے۔ یہ صاحب کمال بزرگوں کی بزرگی کی ادنیٰ سی جھلک ہے۔ ہر والدین کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ ہم اور ہمارے اہل وعیال بار بار حج بیت اللہ شریف کریں۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا نظر آتا ہے اور حج نہ کرنے کی وصیت کی جاتی ہے۔

احمد رضا بریلوی کی رہائش کس محلے میں تھی؟

احمد رضا بریلوی کی رہائش بریلی میں کس علاقے میں تھی اور وہاں کس قسم کی آبادی تھی اس کا پتہ درج ذیل روایت سے ملتا ہے جو احمد رضا بریلوی کے بارے میں فتاویٰ رضویہ کے شروع میں درج ہے:

"چار سال کی عمر میں ایک دن بڑا سا کُرتا پہن کر باہر تشریف لائے تو چند بازاری طوائفوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن چہرۂ مبارک پر ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر ایک عورت بولی! واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا۔ آپ نے بغیر ان کی طرف نگاہ اٹھائے برجستہ جواب دیا" جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔" آپ کے اس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آگئی ہے۔" (فتاوی رضویہ ج۱، ص۳ شائع شدہ لائلپور)

عام طور پر چھوٹی عمر کے بچے اپنی گلی اور محلوں میں ہی آزادانہ طور پر گھومتے پھرتے، کھیلتے کودتے ہیں۔ دوسرے محلوں میں اکیلے نہیں جاتے۔ یقیناً یہ بات مولوی نقی علی والدِ احمد رضا بریلوی کے اپنے ہی محلے کی ہے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رہے کہ بڑے شہروں میں بازاری عورتیں عام آبادیوں میں نہیں رہنے دی جاتیں ان کے محلے علیحدہ ہوتے ہیں۔ شہری انتظامیہ اسے عام شہریوں کی اخلاقی عزت کے خلاف سمجھتی ہے کہ بازاری عورتیں شہر کی عام آبادیوں میں رہائش اختیار کریں۔

مذکورہ روایت میں چند طوائف کا اس جگہ آزادی سے گذرنا ذکر کیا گیا ہے وہیں احمد رضا بریلوی بھی ان سے بے تکلف حالت میں ملتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کی رہائش کس قسم کے ماحول میں تھے اور وہاں کس قسم کے لوگ رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد رضا بریلوی ان طوائف کی عادت سے پوری طرح واقف تھے اور ان کو خوب اچھے طریقے سے جانتے تھے۔ کیونکہ اس عمر کے بچے اپنے محلے کی اکثر عورتوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔

ایک مرتبہ احمد رضا بریلوی سے مسئلہ معلوم کیا گیا کہ طوائف کے یہاں

جا کر میلاد پڑھنا اور اس کی اس حرام آمدنی سے خریدی شیرینی پر فاتحہ کہنا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں فرمایا:

"اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو، اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کسی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مالِ حرام سے ادا کیا تو اس کا قول قبول ہوگا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مالِ حرام سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی اگر ایسا نہ ہوا تو مذہبِ مفتی بہ پر وہ شیرینی حرام نہ ہوگی۔"

(احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۵)

احمد رضا بریلوی کا یہ کہنا کہ یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہئے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس پر کسی تحقیق کی ضرورت نہیں تبھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا ان کے ہاں شیرینی کے لئے عام آنا جانا ہو اور آپ ان کو اور ان کی عادات کو پہچانتے ہوں۔ ظاہر سی بات ہے کہ آپ کی شہادت ہوتے ہوئے اور کسی شہادت کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟

ایک مرتبہ احمد رضا بریلوی سے پوچھا گیا کہ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا:

"اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ دینا کوئی گناہ نہیں، باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔"

(ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ سوم ص ۳)

۱۳۳۹ھ میں جمبل باغ بریلی میں خلافت کے موضوع پر مولانا محمد علی صاحب جوہر کی تقریر تھی۔ احمد رضا بریلوی سے پوچھا گیا کہ جلسے میں موجود مسلمانوں کو نماز کی ترغیب دینا کیسا رہے گا؟ اس کے جواب میں کہا:

"نماز کی ترغیب ہر وقت اور ہر حال میں ہونی چاہئے اگرچہ ناچ کی مجلس ہو۔" (فتاوی رضویہ صفحہ ۲۵ ج ۶)

چونکہ احمد رضا بریلوی تحریک خلافت کے خلاف تھے اس لئے مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے سے خلافتی تقریر میں کچھ نہ کچھ خلل ضرور ڈالا جا سکے گا۔ آپ ہی فیصلہ کر کے بتائیں مولانا محمد علی جوہر کی مجلس کیا ناچ گانے کی مجلس جیسی تھی کہ احمد رضا بریلوی جھٹ ناچ پر آ گئے؟ اس بے تکلفی اور طرز کلام سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سب اس ماحول کے اثرات تھے جس ماحول میں احمد رضا بریلوی کی پرورش اور رہائش تھی۔

یہ اسی محلّے کا اثر تھا کہ احمد رضا بریلوی کے والد نقی علی خان اس بڑی عمر تک کسی صاحب نسبت بزرگ سے بیعت نہ ہو سکے تھے۔ احمد رضا بریلوی فتویٰ تو تیرہ سال کی عمر میں دینے لگے تھے لیکن مارہرہ میں اکیس سال کی عمر میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے اور وہ بھی والد کے کہنے پر۔ ماحول کے اثرات واقعی بہت گہرے ہوتے ہیں اور یہاں تو بازاری عورتوں کا ہی ماحول تھا۔ شریف لوگ تو اس محلے میں رہنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

احمد رضا بریلوی کے دادا رضا علی کیسے رنگے گئے؟

ہولی کے تہوار میں ہندو ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں۔ ایک ہندنی فاحشہ عورت کے رنگین ہاتھ احمد رضا بریلوی کے دادا رضا علی خاں پر اٹھے اور

وہ بھی رنگے گئے۔ دادا صاحب کیوں رنگے گئے؟ صرف اس لئے کہ اکثر اس محلّے سے گذر ہوتا تھا، یا یہ ان کا اپنا قریب کا ہی محلہ تھا۔ اگر یہ ان کا اپنا یا قریب کا محلہ نہ ہوتا تو دادا صاحب کو اس سے گذرنے کی کیا ضرورت تھی؟

بہرحال وہاں سے گذرنے کی صورت کچھ بھی ہو اس میں شبہ نہیں رہتا کہ دادا جان ان کوچوں سے اچھی طرح آشنا تھے اور انہیں ان لوگوں کے طور وطریق کی پوری خبر ہوتی تھی۔ اس فاحشہ کو دیکھ کر دادا جان کا جذبۂ شفقت ابھرا اور آپ سیدھے اس کے کوٹھے پر جا نکلے اور وہاں قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔

احمد رضا بریلوی کی سوانح حیات میں لکھا ہے:

"ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندنی بازاری طوائف نے بالاخانے سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا، ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالاخانہ پر جاکر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا: "بھائی کیوں اس پر تشدد کرتے ہو اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے خدا اسے رنگ دیگا"۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بیتابانہ قدموں پر آکر گر پڑی اور معافی مانگی اور اسی وقت مشرف باسلام ہوئی۔ حضرت نے وہیں اس نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔"

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۴۷)

جب وہاں کوئی اور شخص نہ تھا تو نکاح گواہوں کے بغیر کیسے ہوا؟ اور زناخانے میں قرآن کریم کی تلاوت اور خطبۂ نکاح میں قرآن کی تلاوت کیسے کی گئی۔ بریلوی حضرات ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

احمد رضا بریلوی نواب رامپور کے خاص پلنگ پر

ریاست رامپور کے نواب کلب علی خاں صاحب شیعہ حلقوں میں بہت مشہور و معروف ہیں۔ علمی اور ادبی شوق وذوق رکھتے تھے۔ نوجوانوں سے ملنے کا انھیں بہت شوق تھا۔ ماہنامہ المیزان میں لکھا ہے کہ:

" انہیں ایک ایسے طالب علم سے ملنے کا اشتیاق ہوا جس نے چودہ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت حاصل کرلی ہو۔ جب حضرت (مولانا احمد رضا خاں) نواب صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے خاص پلنگ پر بٹھایا اور لطف و محبت سے باتیں کرتے رہے۔" (المیزان امام احمد رضا نمبر صـ ۳۳۲)

یہ بات غور طلب ہے کہ نواب صاحب انہیں اپنے پلنگ خاص پر کیوں لے گئے؟ اس پر مرزا غالب کی یہ سند ہی کافی رہے گی ؎

میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیئے غیر سے تہی
سن کر ستم ظریف مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں۔

مانا میاں پیلی بھیتی لکھتے ہیں کہ:

" بچپن میں بھی آپ کے استاذ مرزا غلام قادر بیگ (برادر مرزا غلام احمد قادیانی) اعلیٰ حضرت کے بہت شیدا تھے اور آپ پر قربان ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے یہ استاذ اعلیٰ حضرت پر جان چھڑکتے تھے۔" (سوانح اعلیحضرت صـ ۳۰)

جواب کی لذت

فتاویٰ رضویہ کی مذکورہ سابقہ روایت کے مطابق آپ نے ان طوائفوں کو جو چلبلا جواب دیا اس پر

آپ کے سوانح نگار رمانامیاں پیلی بھیتی نے یہ سرخی قائم کی ہے "جواب کی لذت"
(سوانح اعلیحضرت ص۱۱)

اس سے پتہ چلتاہے کہ بریلویت کے حمام میں یہاں تو سبھی ننگے ہیں۔
اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ احمد رضا بریلوی جب ان طوائفوں سے بات کررہے تھے تو جواب میں وہ خاص لذت پارہے ہونگے۔ اس کا اس طرح کھلا اقرار کرنے کی آخر کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ سوانح نگار کو احتیاط کرنی چاہیے تھی۔ ہم اس بات پر حیران ہیں کہ احمد رضا بریلوی کے پیرو ان کے اس چلبلے پن کو کیوں اس فخریہ انداز میں ذکر کرتے ہیں؟ گویا کہ طوائفوں سے بات کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا احمد رضا بریلوی کے نزدیک ایک بڑی کرامت تھی۔
ولد الزنا کے پیچھے نماز پڑھنے کو کسی بھی عالم نے اولیٰ نہیں کہا، مگر خانصاحب بریلوی یہاں بھی ان طوائفوں کی رعایت کئے بغیر نہ رہ سکے۔ فرمایا:
"یہ اور بھی اولیٰ ہے کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔" (احکام شریعت ج ۲ ص ۲۹۶)
قارئین حضرات غور فرمائیں احمد رضا بریلوی کے ان فتوؤں کی لذت و شیرینی ان لوگوں کو کہاں تک محسوس ہوتی ہوگی۔ آپ نے ستر کا مزاج بگڑنے کی بات کہی تو طوائف کس طرح لذت کلام میں جھوم اٹھیں۔

احمد رضا بریلوی کی سیرت میں صوفیہ کا کوئی رنگ نہیں

ہم المیزان کے احمد رضا نمبر کی اس وضاحت سے اتفاق کرتے ہیں:
سوانح نگاروں نے اعلیٰ حضرت کی صوفیانہ زندگی، عشقِ رسول سوزِ جگر، حزن و ملال اور کیفیتِ قلبی، سرورِ باطنی، احتیاطِ

ظاہری کا کہیں پر ذکر تک نہیں کیا۔" (امام احمد رضا نمبر ص ۲۱۷)

مضمون نگار کو اس پر افسوس نہ کرنا چاہیئے کچھ ہوتا تو سوانح نگار ضرور ذکر کرتے۔ احمد رضا بریلوی کی رہائش جس علاقے میں تھی اس کا لازمی اثر تھا کہ آپ کی طبیعت چلبلی سی رہے۔ اور جہاں تک عشقِ رسول، کیفیتِ قلبی اور سرور باطنی: ان کا اس ماحول میں تلاش کرنا سعیٔ لاحاصل ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے مارہرہ شریف کے آستانۂ بیعت پر حاضری دی تھی۔ لیکن قارئین حضرات کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مرشد اپنے اس مرید سے کس قسم کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ اور یہ مرید با صفا کس شوق و ذوق سے انہیں پورا کیا کرتے تھے۔

احمد رضا بریلوی کے شیخ طریقت کی فرمائش

شیخِ کامل اپنے اس مریدِ کامل سے کس قسم کی فرمائش کیا کرتے تھے؟

اس کے لئے المیزان کے احمد رضا نمبر کو ملاحظہ فرمائیں:

"سجادہ نشین صاحب نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے رکھوالی کے لئے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلیٰ حضرت نے اعلیٰ نسل کے دو کتے خانقاہِ عالیہ کو دیکھ بھال کے لئے بذات خود دیئے۔"

(المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۱۹)

قارئین حضرات توجہ فرمائیں کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ احمد رضا بریلوی کو کتے پالنے کا بھی شوق تھا، یا کتے پالنے والوں کے ساتھ آپ کے بہت گہرے روابط تھے۔ تبھی تو مرشدِ گرامی نے آپ سے کتوں کی فرمائش کی تھی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرشد گرامی کی مالی حالت بھی بہت مضبوط ہوگی تبھی تو اس کی حفاظت کے لئے مرشد و مرید دونوں کو کتوں کی فکر تھی۔

جب توجہ ہی کتوں جیسے نجس جانوروں کی طرف ہو تو طریقت کی منزلیں کیا سطے ہونگی ۔ بریلوی علماء اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ احمد رضا بریلوی کی سیرت پر اب تک جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اس میں صوفیہ کرام کے طرز کی کوئی بات نہیں پاتی۔

جو کچھ سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے وہ سب علمی اکھاڑے کی باتیں ہیں ان کتابوں میں کہیں بھی سلوک کی پکھڈنڈی نظر نہیں آتی جو انتشار پسند ذہنوں کو تقویت پہنچا سکے ۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر ص۲۱۸)

اگر احمد رضا بریلوی سلوک کی راہ پر کبھی چلے ہوتے تو پکھڈنڈی بھی نظر آتی جب کبھی سلوک کی راہ پر چلے ہی نہیں تو پکھڈنڈی کہاں نظر آئے گی۔ یہاں تو کتے ہی کتے نظر آتے ہیں۔ اب افسوس کرنے سے کیا فائدہ ؟

خرقہ خلافت بلا ریاضت ملا

یہ بات صحیح ہے کہ احمد رضا بریلوی مارہرہ شریف کی گدی سے خرقہ خلافت پا چکے تھے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ نے اپنے مرشد کی زیر تربیت واقعی کوئی سلوک کی منزلیں طے کی ہونگی ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ احمد رضا بریلوی اس لائن کے آدمی ہی نہیں تھے کہ انہیں طریقت کی منزلیں طے کرنے کا کوئی شوق ہو۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ پھر پیرِ طریقت نے خلافت کیسے دیدی ۔ تو اس حقیقت کو انہیں حضرات کی زبان سے سنئے اور اعلیٰ حضرت کی بزرگی پر سر دھنیئے !

"آپ نے بغیر مشقت و مجاہدہ کے امام احمد رضا کو خلافت دیدی"

(المیزان امام احمد رضا نمبر ص۳۶۷)

احمد رضا بریلوی کو ساری عمر حضورؐ کی زیارت نہیں ہوئی

ویسے تو احمد رضا بریلوی نے بہت سے ایسے خواب بھی سنائے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے مقتدی بنے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپکو زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔

اس کی حقیقت کو احمد رضا بریلوی کی زبان سے سنئے:

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول صـ۵)

اس کا مطلب بہت واضح ہے کہ مجھے موت کے بعد ہی آپ کی زیارت نصیب ہوگی اس سے پہلے کسی بھی حالت میں ممکن نہیں۔

احمد رضا بریلوی کی نماز

اسلام میں کلمۂ طیبہ کے اقرار و تصدیق کے بعد بہترین عمل نماز ہے۔ نماز دین کا ستون ہے، خدا سے مناجات ہے، مؤمنوں کی معراج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اولیاء مقربین نماز فرض کے علاوہ نفلوں کو بھی اسی ذوق و شوق اور فکر سے ادا فرماتے ہیں جیسے انہیں فرضوں کی ادائیگی کی فکر ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

" مشائخ نفلوں کو بھی فرض کی سی اہمیت دیتے ہیں۔ بندۂ مومن نفلوں کے ذریعہ خدا کا محبوب بنتا ہے " (الفتح الربانی مجلس ۶۱ صـ۴۴۴)

اب دیکھئے احمد رضا بریلوی اس یادِ الٰہی میں کہاں تک جذب تھے اور عاشقِ رسول کے لئے نماز کہاں تک آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔

احمد رضا بریلوی پر سنت معاف اور نفل صاف:

احمد رضا بریلوی اپنے مُنہ

میاں مٹھو بنتے ہوئے لکھتے ہیں :

"میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کی معاف ہیں ۔ لیکن الحمدللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے تھے ۔"

(ملفوظات حصہ سوم ص۴۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے احمد رضا بریلوی سنتِ مؤکدہ کو بھی اپنے لئے معاف سمجھتے تھے ۔ آج تک کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا فقہاء کرام نے کہاں یہ فتویٰ دیا ہے ، یا کس کس کتاب میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اپنی علمی مصروفیات کی بناء پر بیشک سنت مؤکدہ بھی چھوڑ دو ۔ جہاں تک رہا نماز تہجد کا مسئلہ تو احمد رضا بریلوی اسے سنتِ کفایہ کہہ کے فارغ ہو گئے کہ محلے میں کوئی شخص بھی تہجد پڑھ لے تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے ۔ اور احمد رضا بریلوی کی نماز تہجد تو پھر لال خان ہی پڑھتا ہوگا یا غلام قادر پڑھتا ہو گا ۔

حاصل یہ ہے کہ احمد رضا بریلوی کو اس دن سے نفل کی توفیق تو ہوئی ہی نہیں ۔ شیطان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ انسان سے پہلے مستحبات و نوافل وغیرہ چھڑواتا ہے پھر اس کے لئے آگے چلنے کا راستہ اچھے طریقے سے ہموار ہو جاتا ہے ۔ یہ تو تھا سنت و نوافل کا تذکرہ ۔ ممکن ہے کہ بریلوی مسلک کے لوگ یوں کہیں کہ آپ نے اگرچہ نوافل چھوڑ دیئے تھے لیکن آپ کی فرض نماز بہت بلند شان تھی اس میں نفلوں کی کمی سب ادا ہو جاتی تھی ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا بریلوی کی فرض نمازوں کا نمونہ بھی ہدیۂ قارئین کریں اس سے بریلویوں کی عام نمازوں کا اندازہ بھی ہو جائیگا ۔

احمد رضا بریلوی کا فرض نماز میں نفس کی حرکت سے بند ٹوٹ گیا

بریلویوں کے مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال امام احمد رضا کی مسجد میں بیس رمضان المبارک سے میں معتکف ہوا۔ جب چھبیس رمضان المبارک کی رات آئی تو امام احمد رضا نے بھی اعتکاف فرمالیا: قبل اعتکاف ایک دن کا واقعہ ہے کہ عصر کے وقت حضور امام احمد رضا تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے۔ میں مسجد کے اندر کونے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے: آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی حضور کے پیچھے پڑھی ہے۔ تو ان صاحب نے تعجب سے کہا کہ حضور تو اب پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی ہے اور پھر پڑھ رہے ہیں؟ نوافل کا بھی اسوقت سوال نہیں۔ تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ "قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد حرکتِ نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا۔ چونکہ تشہد پر نماز ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جاکر بند درست کراکر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی۔" (المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۳۴)

احتیاطاً کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اگر پہلی نماز ادا نہ ہوئی تو اب یہ دوسری نماز لائق ادا ہو جائے۔ اس صورت میں کیا مقتدیوں کی نماز بھی احتیاطاً دوبارہ نہ ہونی چاہیئے تھی؟ اگر احمد رضا بریلوی کو یقین تھا کہ نماز صحیح ادا ہو گئی ہے تو پھر احتیاطاً دوبارہ کا کیا مطلب تھا؟ یہ اس وقت موضوعِ سخن نہیں۔ اس وقت تو اپنے قارئین کو صرف یہ بتلانا ہے کہ احمد رضا بریلوی کی فرض نمازوں کی رمضان المبارک میں کیا شان تھی؟ کہ نفس کی حرکت سے

لنگر کھے کا بند ٹوٹتا تھا تو غیر رمضان میں کیا حال ہوگا ؟۔

اللہ اللہ ! مسجد میں اور وہ بھی رمضان المبارک میں نماز کا جب یہ حال ہے تو حجرے میں نماز کا کیا حال ہوگا۔ یہ بات تو لال خان کو ہی خوب اچھی طرح معلوم ہوگی۔ لال خان کا ذکر احمد رضا بریلوی کی سوانح میں اور جگہ بھی ملتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر کہ بے شک نماز بے حیائی اور منکرات سے روکتی ہے۔ نماز میں جس قدر خلوص وللٰہیت ہوگی اتنی ہی حیا، اس میں زیادہ نمایاں ہوگی۔ اور نماز جس قدر خلوص وللٰہیت سے دور ہوگی اتنی ہی بے حیائی ابھر ابھر کر سامنے آئیگی۔

اب یہ فیصلہ آپ خود کریں کہ حضرت کی زیادہ توجہ کن مسائل پر تھی اور کون کون سے موضوع آپ زیادہ زیر تحقیق رہتے تھے۔ ایک موضوع ملاحظہ فرمائیں

احمد رضا بریلوی کی عضوِ تناسل پر خاص تحقیق

مرد کی شرمگاہ کے اعضاء کو نو ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتابِ نیم روز سے زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے۔ چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر فقہ وفتاویٰ کے حوالہ سے آٹھ شرمگاہ کے اعضاء کو مدلل و محقق فرمایا پھر تدقیقِ نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ پر دلائل ثبت فرماکر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضاء نو ہیں۔

(المیزان امام احمد رضا نمبر صـ۲۱۲ـ)

جب زیر تحقیق ہی عضو تناسل ہو تو انگ رکھے کا بند ٹوٹنا ایک لازمی امر ہے۔ اہل علم حضرات قرآن و حدیث کے اندر غوّاصی کرتے ہیں اور

احمد رضا بریلوی عضوِ تناسل کے اندر۔ لال خاں نے بھی بڑا ہی عجیب و غریب موضوع پیش کر رکھا تھا۔

احمد رضا بریلوی کی گاؤں کی اٹھارہ سالہ لڑکی پر نگاہ

شریعتِ مطہرہ کی رُو سے غیر محرم عورت کو قصداً دیکھنا جائز نہیں۔ مگر احمد رضا بریلوی کا کہنا ہے کہ:

"میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی اٹھارہ یا بیس برس کی تھی، ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس نے نہ چھڑایا تھا ماں ہرچند منع کرتی وہ زورآور تھی، پچھاڑتی تھی اور سینے پر دودھ پینے لگتی۔" (ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ سوم ص ۵۸)

شریعت اسلامیہ میں ہرگز ہرگز غیر محرم عورت کو خود دیکھنا اور پھر اس کی ماں کی چھاتی پر بھی نگاہ ڈالنا جائز نہیں اور پھر بار بار مشاہدہ کرنا کہ ماں ہرچند اسے منع کرتی ہے اور وہ رکتی نہیں۔ یہ انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جن کا رمضان المبارک فی فرض نمازوں میں بھی انگ رکھے کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔

محترم قارئین یہ وہی آنکھیں ہیں جو بچپن میں غیر محرم کے چہرے سے بچتی تھیں اب جوانی میں غیر محرم چھاتیوں سے بھی نہیں چوکتیں۔ احمد رضا بریلوی کی پانچ سال کی عمر تھی والدہ نے لمبا کرتا پہنا رکھا تھا تاکہ ستر پر دے میں رہے باہر کچھ طوائفیں مل گئیں آپ نے فوراً کرتے کا دامن آنکھوں پر رکھ لیا (اور ستر کھول دیا) اور فرمایا:

"جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر کا مزاج خراب ہوتا ہے۔" (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۱)

یہ بات تو ٹھیک ہے کہ آپ بچپن میں غیر محرم پر نظر کرنے سے بچتے تھے لیکن سوال یہ ہے کہ پانچ سال کے بچے کو کیسے پتہ تھا کہ ستر کا مزاج بگڑتا بھی ہے۔ خود تو بالغ نہیں تھے کہ ان حالات کو خود سمجھتے ہوں۔ ممکن نہیں کہ والد صاحب نے بتایا ہو پھر ان پر یہ راز اس عمر میں کس نے کھولا؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ آپ کے استاذ مرزا غلام قادر (جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی تھے انہوں) نے آپ کو ان حالات سے واقف کرایا ہو۔ آپکا سوانح نگار لکھتا ہے:

"اعلیٰ حضرت کے یہ استاذ اعلیٰ حضرت پر جان چھڑکتے تھے"

(سوانح اعلیٰ حضرت ص۳۰)

ہم پوری کی پوری بریلوی قوم سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ احمد رضا بریلوی کو پانچ سال کی عمر میں ستر کا مزاج بگڑنے سے کس کس نے آشنا کرایا تھا۔ بریلوی حضرات اس بات میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

احمد رضا بریلوی کی مالی حالت

احمد رضا بریلوی کی مالی حالت کیسی تھی اس کے لئے چند حقائق سامنے رکھیئے:

"آٹھ گاؤں کے مالک تھے" (المیزان امام احمد رضا نمبر ص۷)

"آپ کے جدّ اعلیٰ لاہور کے شیش محل کے مالک تھے اور احمد رضا کے والد نقی علی اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے"

(المیزان امام احمد رضا نمبر ص۱۷)

احمد رضا بریلوی کا دستر خوان عام طور پر اس قسم کے کھانوں پر مشتمل ہوتا تھا اور ان کے لئے بطیب خاطر ممکن تھا کہ اس قسم کی دعوت

ہفتہ میں دو تین بار ہو جایا کرے:

"دودھ کا برف[۱]، مرغ کی بریانی[۲]، بکرے کے گوشت[۳] کا پلاؤ
شامی کباب[۴]، گوشت[۵] بھری کچوریاں، اڑد کی پھریری[۶] دال مع
ادرک ولوازم، پراٹھے[۷]، بالائی[۸]، فیرینی[۹]، سیب[۱۰] کا پانی
انار کا پانی، سوڈے[۱۱] کی بوتل، مرغ[۱۲] پلاؤ"

(وصایا شریف احمد رضا بریلوی ص۸)

یہ وہ وصیت ہے جو مرنے سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے لکھوائی تھی۔
ہم اس وصیت پر کسی بھی قسم کا تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔ قارئین حضرات خود فیصلہ فرمالیں کہ مرتے وقت اہل اللہ کس قسم کی وصیت فرماتے ہیں؟

احمد رضا بریلوی نے کبھی بھی زکوٰۃ نہیں دی

ایسی اچھی مالی حالت کے باوجود احمد رضا بریلوی نے "وآتوا الزکوٰۃ" کے قرآنی حکم پر کبھی بھی عمل نہیں کیا۔

"ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا۔" (المیزان امام احمد رضا نمبر ص۳۴۶)

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی سعادت تبھی ملتی ہے جب انسان خود لالچی نہ ہو، دوسروں کے مال پر نظر رکھنے والے کبھی بھی راہِ خدا میں خرچ نہیں کرسکتے۔

احمد رضا بریلوی کی مسائل بتانے پر بھاری فیس

حافظ امیر اللہ بریلوی کو ایک دفعہ شیعوں نے بہت تنگ کیا۔ وہ چند

سوالات لیکر احمد رضا بریلوی کے پاس آئے تاکہ ان سے مسائل پوچھ کر شیعوں کو جواب دے سکیں مگر احمد رضا بریلوی نے ان سے بڑی بھاری فیس طلب کی :

حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں:

"مولوی احمد رضا بریلوی کی طرف سے ان کو (حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی کو) جواب ملا کہ "ہاں، جواب تو ممکن ہے مگر ایک ہزار روپئے ہونا چاہیے"۔ حافظ صاحب نے فرمایا آخر جواب کے لئے اتنی رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں اس وقت جواب لکھا جائیگا۔ بغیر اسکے جواب ممکن نہیں ہے۔" (تذکرۂ خلیل ص۱۶۱)

ظاہر سی بات ہے کہ مال کا طالب کبھی سیر نہیں ہوتا۔ ہر وقت ننانوے کے چکر میں مبتلا رہتا ہے کہ کب اسے سَو پورا کر کے اگلے چکر میں داخل ہو۔ مسائل بتانے پر بھاری فیس لینے والے علماء سو رکب زکوٰۃ جیسے اسلامی رکن پر عمل کر سکتے ہیں؟

احمد رضا بریلوی مسلکاً شیعہ تھے

احمد رضا بریلوی کے خاندان کے متعلق یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ان کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا۔ انہوں نے ساری زندگی تقیہ کا لبادہ اوڑھے رکھا اور اپنی اصلیت ظاہر نہیں ہونے دی تاکہ اہلسنت کے درمیان شیعہ عقائد کو رواج دے سکیں۔ اس بات کے ثبوت کے لئے چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

۱ : احمد رضا بریلوی کے آباء واجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے: احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی۔

(اعلیٰ حضرت صہ ۲ مصنف ظفر الدین بہاری)

۲ : احمد رضا بریلوی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں: عقیدۂ اہلسنت سے وابستہ کوئی بھی شخص ان کلمات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے ایک قصیدہ میں لکھا ہے:

تنگ چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(حدائق بخشش حصہ سوم صہ ۳۷ مصنف احمد رضا بریلوی)

یعنی احمد رضا بریلوی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کپڑا اتنا تنگ ہو جاتا تھا کہ کھنچ کھنچ کر پھٹنے کے قریب ہو جاتا اس کا اس طرح کھچنا مسکنا کہلاتا ہے۔

ذرا اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لباس کے بارے میں یہ شرمناک تصور شیعہ فرقے کے علاوہ کوئی دوسرا پیش ہی نہیں کر سکتا۔ اور پھر اس شرمناک گستاخی پر بجائے شرمندگی کے دیدہ دلیری دیکھئے اور پھر بریلویت کی عقل کا ماتم کیجئے: مفتی منظہر اللہ فتاویٰ منظہریہ میں لکھتے ہیں:

" اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابلِ گرفت نہیں ان کی (حضرت عائشہ صدیقہؓ کی) ذات کریمہ کیا معاف نہ فرمائے گی؟ اور فرض کیجئے وہ معاف نہ فرمائیگی تب مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ کہ یہ معاملہ ایک خطا کار بچہ اور اس کی مشفقہ ماں کا ہے۔ (فتاویٰ منظہریہ ص۳۸۸ مفتی منظہر اللہ)

میں مفتی صاحب موصوف سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ صرف ایک گستاخ بچے کی ماں کا نہیں بلکہ عالم اسلام کے سب مسلمانوں کی ماں کا ہے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں: مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ یہ مُنہ زوری اور سینہ زوری۔ آپ چاہتے ہیں کہ بریلوی مکتبِ فکر کے لوگ جو چاہیں کریں مسلمان کچھ نہ کہیں۔ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی اس سے بدتر مثال شاید ہی نظر سے کہیں گذری ہو۔

۳ : احمد رضا بریلوی نے صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمٰن قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا: اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنا اور ان پر کفر کے فتوے لگانا یہ صرف شیعہ فرقے کی ہی خاص پہچان ہے کہ ان بدبختوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کفر کے فتوے لگا کر اپنے ایمان کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ احمد رضا بریلوی نے بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ اور صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمٰن قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کفر کے فتوے لگا کر اپنی شیعیت کا پردہ اٹھا کر اپنی اصلیت کو ظاہر کر دیا۔ نیز ملفوظات حصہ سوم میں لکھا ہے: عبدالرحمٰن قاری کو

قرأت سے قاری نہ سمجھا جائے بلکہ وہ بنو قرا سے تھا۔ اور وہ خوک کا فرہے۔

(ملفوظات حصہ سوم ص۴۴ احمد رضا بریلوی)

یاد رہے کہ خوک کے معنی سؤر۔ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) ۔ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرنا صرف بریلویوں کو ہی زیب دیتا ہے۔ اور اس بات سے بریلویت کی اصلیت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اصحاب رسولؐ کے بارے میں ان کی ذہنیت کس قدر گندی اور گھناؤنی ہے۔ اور کس منہ سے یہ لوگ اپنے آپ کو عاشقِ رسول اور اہلسنت کہتے ہیں۔ جبکہ احمد رضا بریلوی کے شیعہ ہونے کے ثبوت کے لئے یہ دلیل ہی ایک پہاڑ ہے اگر آپ اس پہاڑ پر چڑھ کر احمد رضا بریلوی کی اصلیت کو دیکھنا چاہیں تو آپ کو بریلوی صاحب شیعت کے حمام میں بالکل برہنہ نظر آئیں گے۔ یہ احمد رضا بریلوی کی اصلیت اور اہل سنت کے لبادہ میں تقیہ کی حقیقت ہے۔

۴ : احمد رضا بریلوی نے شیعہ عقیدے کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض آیاتِ قرآنی کا نسیان ممکن ہے: وہ لکھتے ہیں کہ

قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضروری ہے ؟ نبی کلامِ الٰہی سمجھنے میں بیانِ الٰہی کا محتاج ہوتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۔ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو الّا ما شاء اللہ۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ سوم ص۹۸)

احمد رضا بریلوی کی مذکورہ بالا عبارت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

الف : قرآن مجید کے الفاظ کے معانی کا علم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب داں ہونا ضروری نہیں ہے۔

ب : خدا کے کلام کو سمجھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بیان کے
محتاج ہوتے ہیں، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختار نہیں کہ خود بخود قرآن مجید
کو سمجھ سکیں۔

ج : بعض قرآن مقدس کی آیتوں کا بھول جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن ہے۔

نوٹ :۔ یہاں پر ایک بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بریلویوں کے صرف چند
علامتی مسائل ہیں جن کا تعلق مسلک اہل سنت والجماعت اور حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جن کو بریلوی حضرات بڑے زور وشور کے
ساتھ بڑا زور دیکر بیان کرتے ہیں۔ انہی علامتی مسائل میں سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا غیب داں اور مختار کل ہونا بھی ہے اور مذکور بالا عبارت میں احمد رضا بریلوی
نے خود ان دونوں چیزوں کی نفی کی ہے۔ اور تیسری بات میں احمد رضا بریلوی
نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سخت ترین الزام لگایا جس سے پورا دین
ہی مشکوک ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ صرف شیعوں کا ہے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم قرآن مجید کی بعض آیتوں کو بھول گئے ہیں اور یہی عقیدہ احمد رضا بریلوی کا بھی
ہے اس سے بھی احمد رضا بریلوی کی اصلیت کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کیا تھے ؟

۵ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ عقائد سے ماخوذ ایک دعا، وضع کی ہے
جس کو وہ میّت کے کفن میں رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جس نے " لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ " یہ ساری دعا، لکھ کر میت کے کفن میں رکھدی
وہ قبر کی تنگیوں سے محفوظ رہے گا۔ اور منکر نکیر اس کے پاس نہیں آئینگے
(فتاوی رضویہ ص۱۲۷ مصنف احمد رضا بریلوی)

اب کسی بھی نیک عمل: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی ضرورت نہیں صرف
احمد رضا بریلوی کے مذکورہ نسخہ پر عمل کرلو اور بس منکر نکیر اس دعاء سے ڈر کر

بھاگ جائیں گے۔

یاد رہے کہ جب شیعوں کے یہاں میت ہوتی ہے تو شیعہ حضرات میت کے کفن میں یہ دعا، لکھ کر رکھتے ہیں اور اس کی تعلیم احمد رضا بریلوی بھی دے رہے ہیں اس سے بھی احمد رضا بریلوی کی اصلیت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ان کے مکروہ عزائم سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ اور اسی فتاویٰ میں دو صفحہ کے بعد لکھتے ہیں:

"اسے جس شخص کے کفن میں رکھا جائے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیگا۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۹ مصنف احمد رضا بریلوی)

آدمی نیک عمل کرتا ہے اس کی برکت سے اور توبہ کے ذریعہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ لیکن فاضل بریلوی کا کہنا ہے کہ توبہ اور نیک عمل کی ضرورت نہیں صرف کفن میں یہ دعا، لکھ کر رکھدو قبر کی ساری مشکل آسان ہو جائے۔ داماد رسولؐ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کو زبان رسالت نے دو مرتبہ جنتی ہونے کی بشارت دی تھی وہ قبر کا حال سنکر زار و قطار روتے تھے اور روتے روتے داڑھی مبارک تر ہو جایا کرتی تھی۔ اور بریلوی صاحب کے نزدیک قبر کی تمام پریشانیوں کا حل یہ صرف دعا ہے اس سے بھی بریلویت کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

۶ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء دین نعل مطہر و روضہ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بنانے اور انہیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کا حکم فرماتے ہیں۔

(رسالہ البر المقال درج در مجموعہ رسائل جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ احمد رضا بریلوی)

نوٹ :۔ یہاں پر بریلوی صاحب کو وضاحت کرنی چاہئے تھی کہ علماء دین

سے کون سے علماء دین مراد ہیں۔ اور انہوں نے نعلین شریفین اور روضہ اقدس کے نقشے کاغذوں پر بنانے اور آنکھوں سے لگانے اور بوسہ دینے کا کونسی کتابوں میں حکم دیا ہے۔ وہ آپ جیسے شکم پرور ملا تو ہو سکتے ہیں علماء حق نہیں۔ اگر کسی بریلوی میں غیرت ہے تو وہ سند کے ساتھ ثابت کر کے دکھائے۔ بزرگانِ دین پر الزام لگا کر تقیہ کے لبادہ میں اپنی شیعیت پر پردہ نہ ڈالیں۔

۷ : احمد رضا بریلوی نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ظاہری شیعہ اپنے اس مقصد میں اتنا کامیاب نہ ہوتا جتنی کامیابی احمد رضا بریلوی کو اس سلسلے میں تقیہ کے لبادے میں حاصل ہوئی ہے انہوں نے اپنے تشیع پر پردہ ڈالنے کے لئے چند ایسے رسالے بھی تحریر کئے جنہیں بظاہر شیعہ مذہب کی مخالفت اور اہلِ سنت کی تائید پائی جاتی ہے۔ شیعہ تقیے کا یہی مفہوم ہے جس کا تقاضا انہوں نے کما حقہٗ ادا کیا۔ اس بات کے ثبوت کیلئے آپ فتاویٰ بریلوی صـ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۸ : احمد رضا بریلوی نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے جو خالصۃً شیعی روایات ہیں۔ اور ان کا عقیدۂ اہلِ سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

الف:۔ مثلاً۔ انّ علیاً قسیم النار۔ (الامن والعلیٰ صـ۵۸ احمد رضا بریلوی)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے روز جہنم کی ٹکٹیں تقسیم کریں گے

ب:۔ ان فاطمۃ سمّیت بفاطمۃ لان اللہ فطمہا و ذریتہا من النار (ختم نبوت صـ۲ احمد رضا بریلوی)

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ

تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

آپ غور فرمائیں یہ عقائد خالصۃً شیعی عقائد میں اہل سنت والجماعت کا ان عقائد سے ادنیٰ درجہ کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

۹ : احمد رضا بریلوی نے شیعہ کے اماموں کو تقدیس کا درجہ دینے کیلئے یہ عقیدہ وضع کیا ہے کہ اغوات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتے ہوئے حسن عسکری تک پہنچتے ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی جو شیعہ کے اماموں کی ہے۔ (ملفوظات احمد رضا بریلوی ص۱۱۵ حصہ سوم)

نوٹ :۔ اغوات یہ غوث کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والا۔ جس طرح شیعہ حضرات صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں اور بقیہ صحابہ کی تنقیص اور مرتد سمجھتے ہیں بعینہٖ یہی عقیدہ احمد رضا بریلوی کا بھی ہے۔ دلیل نمبر ۲ و ۳ سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا۔

۱۰ : احمد رضا بریلوی نے باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چھوڑ کر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا قرار دیا اور لکھا ہے کہ جو شخص مشہور دعا سیفی پڑھے اس کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

دعا سیفی یہ ہے :

نادِ علیاً مظہر العجائب	یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارو جن سے
تجدہ عوناً لک فی النوائب	عجائب کا ظہور ہوتا ہے تم انہیں مدد گار پاؤگے
کل ہم وغم سینجلی	اے علی آپ کی ولایت کے طفیل تمام پریشانیاں
بولایتک یا علی یا علی	دو ہو جاتی ہیں۔

(الامن والعلیٰ ص۱۲،۱۳ احمد رضا بریلوی)

مشکل کشا صرف اور صرف خداوند قدوس کی ذات کریمہ ہے۔ کوئی اور

مشکل کشا ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن جس طرح شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مانتے ہیں اسی طرح احمد رضا بریلوی بھی خدائی میں نقب لگا کر اور مشکل کشائی کا سرٹیفیکٹ چوری کرکے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھما دیتے ہیں اور اپنی اصلیت کا دبیز پردہ چاک کرکے اپنا گھناؤنا چہرہ ظاہر کرتے ہوئے اپنی شیعیت کا نقاب الٹ دیتے ہیں۔

۱۱ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے پنجتن پاک کی اصطلاح کو عام کیا اور اس شعر کو رواج دیا ؎

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمۃ

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمۃ

(فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۸۷ احمد رضا بریلوی)

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ پانچ ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی برکت سے میرے امراض کو دور کرتی ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ و حضرت حسن و حضرت حسین و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یہ بھی خالص شیعوں کا عقیدہ ہے جس کی تعلیم احمد رضا بریلوی نے دی ہے تاکہ شیعت کو فروغ حاصل ہو اور سنیت ختم ہو جائے۔ یہی ہے تقیہ کا مفہوم۔

۱۲ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرنے والی اصطلاح جفر کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جفر چمڑے کی ایک ایسی کتاب ہے جو امام جعفر صادق نے آلِ بیت کے لئے لکھی اور اس میں تمام ضروریات کی اشیاء درج کردی ہیں۔ اسی طرح اس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات بھی درج ہیں۔

(خالص الاعتقاد صفحہ ۴۸ احمد رضا بریلوی)

احمد رضا بریلوی کی اس عبارت سے بھی آپ اندازہ لگالیں کہ کس طرح وہ سنیت کے لباس میں شیعیت کو پھیلانے میں لگے ہوئے تھے ۔ قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کا علم سوائے خدائے بزرگ و برتر کے کوئی جانتا ہی نہیں ہے ۔ یہ تمام اہلسنت والجماعت کا متفق علیہ مسئلہ ہے ۔

۱۳ : ایسے ہی احمد رضا بریلوی نے شیعہ اصطلاح الجامعہ کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الجامعہ ایک ایسا صحیفہ ہے جسمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام واقعاتِ عالم کو حروف کی ترتیب کے ساتھ لکھدیا ہے ۔ اور انکی اولاد میں سے تمام ائمہ امور واقعات عالم سے باخبر تھے ۔

یہ عبارت بھی احمد رضا بریلوی کے اہل سنت والجماعت کے مجدد و امام ہونے کے کھوکھلے دعوے کو پارہ پارہ کرکے شیعیت کی گہری کھائی میں ڈھکیل دیتی ہے ۔

۱۴ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے ایک اور شیعہ روایت کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام رضا شیعوں کے آٹھویں امام سے کہا گیا کہ کوئی ایسی دعا سکھلائیں جو ہم اہل بیت کی قبروں کی زیارت کے وقت پڑھا کریں ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر کے قریب جاکر چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کہو " السلام علیکم یا اہل البیت " اے اہل بیت میں اپنے مشکلات کے حل کے لئے آپ کو خدا کے حضور سفارشی بنا کر پیش کرتا ہوں ۔ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں ۔ (حیات الموات درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۹۹ احمد رضا بریلوی)

اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور احمد رضا بریلوی کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ وہ کس طرح شیعیت کو سنیوں میں پھیلانے کی سعئ لاحاصل کر رہے ہیں ۔ شیعہ حضرات آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے مراد حضرات شیخین یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار اور خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرادِ رسول د

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیتے ہیں۔

احمد رضا بریلوی بھی ان حضرات اکابر سے اپنی دشمنی ظاہر کرتے ہوئے شیعیت کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

۱۵ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ تعزیہ کو اہل سنت میں مقبول بنانے کیلئے لکھا ہے کہ تبرک کے لئے حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرے کا نمونہ بناکر گھر کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(رسالہ بدر الانوار ص۵۷ احمد رضا بریلوی)

کیا اسلام ان خرافات کی اجازت دیتا ہے ؟ جبکہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کی لغو اور خرافات کو مٹانے کے لئے ہی تشریف لائے تھے۔ کیا اسلام میں تعزیہ داری کی کوئی اصلیت ہے ؟ کیا ان چیزوں سے تبرک حاصل ہوتا ہے ؟ کیا ان خیالی چیزوں کا نام ہی اسلام ہے ؟

تعزیہ داری شیعوں کے یہاں جزو ایمان ہے۔ احمد رضا بریلوی تعزیہ کو اہل سنت میں مقبول بنانے کے لئے کس طرح کا حربہ استعمال کر رہے ہیں تاکہ ان کی شیعیت ظاہر نہ ہو سکے۔ اسی کا نام تقیہ ہے۔

۱۶ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ کے اماموں پر مبنی سلسلۂ بیعت کو بھی رواج دیا ہے۔ اور انہوں نے اس سلسلے میں ایک بے معنی عربی عبارت بھی وضع کی ہے۔ جس سے ان کی عربی زبان سے واقفیت کے تمام دعوؤں کی حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے :

اللّٰھمّ صلِّ وسلّم وبارك علیٰ سیدنا ومولانا محمد المصطفیٰ رفیع المکان المرتضیٰ علی الشان الذی رجیل من امتہ خیر من السابقین وحسین من زمرتہ احسن من کذا وکذا احسنا من السابقین السید

السجاد زین العابدین باقر علوم الانبیاء والمرسلین ساقی الکوثر

ومالک تسنیم وجعفرا لذی یطلب موسی الکلیم رضا بہ

بالصلوٰۃ علیہ۔ (انوار رضا ص ۲۷ احمد رضا بریلوی)

یہ عبارت بھی احمد رضا بریلوی کے شیعہ ہونے کے لئے ایک کھلی دلیل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعیت کے بہت بڑے داعی تھے اور ہر ممکن طریقے سے شیعیت کی تبلیغ کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ احمد رضا بریلوی کے پیروکار بڑی ہی شدّ ومد کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فاضلِ بریلوی نے ساڑھے تین سال کی عمر سے فصیح و بلیغ عربی بولا کرتے تھے حالانکہ عربی زبان کا ادنیٰ علم رکھنے والے حضرات بھی اس عبارت کی عجمیت، رکاکت اور بے مقصدیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایسے شخص کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ وہ ساڑھے تین سال کی عمر میں ہی فصیح عربی بولا کرتے تھے۔ کس قدر عجیب لگتا ہے حسن من زمرتہ احسن من کذا. وکذا احسنا من السابقین۔ کیسی بے معنی ترکیب ہے۔

۱۷ : اسی طرح احمد رضا بریلوی نے شیعہ فرقے کی تقلید کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیت کے اندر تحریف کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ کی تعریف میں لکھا ہے لَمْ یَطْمِثْھُنَّ قَبْلِیْ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌ ۔

(ترجمہ) اور ستھری دلہنیں گویا وہ یاقوت و مرجان کی ہیں جن کو مجھ سے پہلے کسی آدمی یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ا ص احمد رضا بریلوی)

قرآن مقدس کے اندر تحریف کرنا شیعہ حضرات کا کام ہے۔ سنّی حضرات ایسی جرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جن لوگوں نے بھی آسمانی کتابوں کے اندر تحریف کی اللہ کے عذاب نے ان کو دنیا میں ہی گھیر لیا۔

احمد رضا بریلوی نے قرآن مقدس کی آیت میں تحریف کرکے اپنے چہرے سے شیعیت کا نقاب خود ہی اٹھا دیا ہے۔ تاکہ ان کو سمجھنے میں کسی بھی قسم کی دشواری نہ ہو۔

۱۸ : بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے اس پر تفصیلاً ایمان لانا فرض عین ہے نا کہ فرضِ کفایہ۔ اور جو تفصیلی ایمان کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ بھی ماننا ضروری ہے کہ: (۱) یہ قرآن اوّل سے آخر تک ایک ایک لفظ اور ایک ایک آیت کلامِ الٰہی ہے۔ (۲) قرآن مقدس کی یہ ترتیب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، صحابہ کی اپنی اختیار کردہ نہیں ہے، اور اسی کیمطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پڑھوایا اور سنایا ہے۔ (۳) اول سے آخر تک یہ محفوظ کتاب ہے، کہیں اس میں تحریف نہیں ہوئی۔ (۴) جو اس میں تحریف کا قائل ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ (۵) اس کے احکام ابدی ہیں اور قانونِ الٰہی جو انسان کے ہمیشہ کے لئے ہدایت ہیں۔

قرآن عظیم پر ان تفصیلات کے ساتھ ایمان لانا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے یہ نہیں کہ کچھ مسلمان اسے مان لیں تو اب کسی کے ذمہ ان کا ماننا نہ رہے۔ جس طرح نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کچھ مسلمان پڑھ لیں تو یہ کسی کے ذمہ فرض نہیں رہتی۔ ہر ایک کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم پر ایمان لانا ہر ایک مسلمان پر فرضِ عین ہے یہ فرض کفایہ نہیں کہ سنّی مان لیں تو شیعہ بغیر مانے بھی مسلمان رہیں۔ مگر بریلویوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب ہم نے مان لیا تو فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ شیعہ قرآن مقدس کو ان تفصیلات کے ساتھ نہ بھی مانیں تو ہمارے

بھائی ہیں۔ احمد رضا بریلوی کے خلیفۂ خاص مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"قرآن پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے اجمالاً ایمان لانا فرضِ عین ہے"۔ (نور العرفان صہ ۳ مصنف احمد یار گجراتی)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قرآن عظیم پر ایمان لانے کو آج تک کسی نے فرض کفایہ نہیں کہا تھا۔ اس دلیل سے بھی بریلویت کی گھناؤنی شکل شیعیت کے آئینہ میں صاف نظر آتی ہے۔

۱۹ : بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں بعض شیطانی آیات بھی ہیں جن میں محض ہیر پھیر کے طور پر بعض باتیں کہی گئی ہیں جو حقیقت نہیں ہیں۔ اور سارا قرآن کریم حقیقت نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک:

بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی "قل انما انا بشر مثلکم" میں کُمْ ضمیر سے مراد کفار لیتے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کو نہیں کہہ رہے ہیں کہ میں بھی انسان ہوں جیسے تم بلکہ صرف کافروں کو کہہ رہے ہیں کہ میں تمہاری جنس سے ہوں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر سوال اٹھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو کیسے کہدیا کہ میں تمہاری جنس سے ہوں۔ اس کا جواب گجراتی صاحب نے یہ دیا کہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر ہی تو شکار کرتا ہے۔ اس میں گجراتی صاحب نے تین گستاخیاں کی ہیں: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری کہا۔ (۲) قرآن مقدس جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اسے جانوروں کی بولیاں کہا اور کن جانوروں کی کافروں کی۔ (۳) قرآن مقدس کی بعض آیات کو خلافِ حقیقت محض شکار کرنے کے لئے حیلے قرار دیا۔

اے ایمان والو ذرا غور کرو، قرآن عظیم جیسی کتاب کے بارے میں

یہ شرمناک تصوّر کسی بھی فرقے یا گروہ یا جماعت یا فرد نے پیش نہیں کیا تھا کہ قرآن کریم میں بعض شیطانی آیات بھی ہیں جنہیں محض ہیر پھیر کے طور پر بعض باتیں کہی گئی ہیں جو حقیقت نہیں ہے۔ اور پورا کا پورا قرآن حقیقت نہیں بلکہ بعض آیات مبنی بر حقیقت ہیں اور بعض محض بطور حیلے استعمال کی گئی ہیں۔

گجراتی صاحب "قل انما انا بشر مثلکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں کفار سے خطاب ہے۔ فرمایا گیا ہے کفّار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں! شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفّار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔"

(جاء الحق ص ۱۷۶ احمد یار گجراتی)

دیکھا آپ نے بریلوی ملّاؤں نے کس بے دردی سے قرآن مقدس کی عظمت مجروح کی ہے اور کس طرح جانوروں کی بولی سے تشبیہ دی ہے۔ قرآنِ عظیم کے بارے میں یہ گھناؤنا تصور شیعہ فرقے کا ہے یا سُنّیوں کا؟ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

۲۰ : ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں ایک اور گستاخی : احمد رضا بریلوی نے لکھا ہے کہ :

"ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شانِ جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔"

(ملفوظات احمد رضا حصہ سوم ص ۸۷)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ گستاخی اور بے ادبی سوائے شیعوں کے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ لیکن دیکھا آپ نے کہ احمد رضا بریلوی کس بے حیائی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ ام المؤمنین بیشک تمام مسلمانوں کی ماں ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بیوی ہیں اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انتہائی مؤدب تھیں۔ کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جسمیں گستاخی ہو اور شانِ اقدس کے منافی ہو۔ ام المؤمنین کے بارے میں یہ تصور حضور علیہ السلام سے جلال سے پیش آتی تھیں آپ پر بدترین تہمت ہے۔ حضور علیہ السلام اور امّ المؤمنین دونوں کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مگر افسوس! احمد رضا بریلوی کا کہنا ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کی شان میں ایسی باتیں بھی کہہ جاتی تھیں جن پر شرعاً سزائے موت دی جاسکے۔

قارئین حضرات خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا کوئی مسلمان ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں اس قسم کی گستاخی کر سکتا ہے۔ استغفر اللہ العظیم۔

اے ایمان والوں! ذرا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ صحابہ کرام اور امہات المؤمنین کے بارے میں بریلوی مذہب کیا ہے؟ اور شیعہ مذہب کیا ہے؟ ایک ہی سکّہ کے دو نام ہیں۔ میں اس کی مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کی گئی اس گستاخی سے دل زخمی ہے اور بات کو آگے لیجانے سے دل لرزتا ہے اور قلم تھرّا جاتا ہے۔

۲۱ : صحابی رسول حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی۔

احمد رضا بریلوی کے خلیفۂ خاص اور بریلیوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کے ایسے قصور معافی کے

لائق ہیں اس لئے انہیں نابینا فرمایا جو آپ کے عشق میں آداب سے نابینا ہے۔

(نور العرفان ص ۹۳۴ احمد یار گجراتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ اس وقت حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس رؤسائے مکہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ زیادہ پسند تھا کہ آپ ان کی معذوری، شکستہ حالی اور طلبِ صادق کے پیش نظر ان کی طرف زیادہ توجہ فرمائیں۔ لیکن آپ رؤسائے مکہ کے سامنے توحید و سنت کا وعظ فرما رہے تھے اس لئے آپ نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہ فرمائی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہو سکتا تھا کہ آپ کے فیضِ توجہ سے وہ سنورتے"۔

(قرآن کریم پارہ ۳۰ سورۂ عبس)

حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی تو یہ شان ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ مگر اب بریلوی جرأت بھی دیکھئے کس طرح صحابیٔ رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

اے مسلمانو! غور کرو اور دیکھو ایک ممتاز صحابی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں کیا ہے کس بے دردی سے آداب سے اندھا کہا جا رہا ہے۔ واللہ یہ حضرات تو وہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے تزکیۂ باطن کی نعمت سے مالا مال تھے۔ ظاہری آنکھوں سے نابینا ہونا یہ کوئی عیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے جسے چاہے اندھا کرے اور جسے چاہے بینا کرے، مگر باطنی آنکھوں سے نابینا ہونا بلاشبہ ایک عیب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے آداب سے اندھا ہونا ایک بڑی کمزوری ہے۔ افسوس کہ بریلوی مفتی نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ظاہری طور پر نابینا ہونے کو باطنی طور پر نابینا ہونے پر محمول کر کے صحابہ دشمنی کا کھلا ثبوت دیکر

اپنی شیعیت کو آشکارا کیا ہے۔

۲۲ : امیر المؤمنین خلیفہ سوم داماد رسولؐ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بربریت کا طعن و تشنیع۔ احمد رضا بریلوی حضر امیر المؤمنین کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جو در بارۂ اذان سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اگر امامِ وقت ہے جاہل و نا مہذب اور ہزاروں دشنام کا مستوجب ہے اور جو پدر پرستی میں سنتِ نبوی اور ارشادات فقہ کو پسِ پشت پھینک دے وہ جاہل سے جاہل ہو امام اور علامۂ چنیں و چناں ہے۔" (انوار رضا ص ۱۳ احمد رضا بریلوی)

اے غیرت مند مسلمانوں بریلویت کو غور سے دیکھو کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذو النورین خلیفۂ سوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کس صاف اور صریح الفاظ میں احمد رضا بریلوی نے طعن کیا ہے کہ (معاذ اللہ) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کیا۔ اور اس خلاف میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے ساتھ تھے۔

اہلِ علم اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر منبر کے سامنے دِلوائی اور اس پر صحابہ کا اجماع ہوا کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ سنتِ اسلام اسی طرح چلی آ رہی ہے۔ سب سے پہلے اس سنتِ اسلام کے خلاف احمد رضا بریلوی نے آواز اٹھائی اور فتویٰ دیا کہ جمعہ کی اذان ثانی بھی مسجد کے باہر ہی ہونی چاہیے۔ اس شیعت نواز فتویٰ کو پڑھ کر مولانا عبد المقتدر صاحب عثمانی بدایونی حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں میدان جہاد میں کود پڑے اور احمد رضا بریلوی کو دندان شکن جواب دیا۔ تو احمد رضا بریلوی نے انہیں پدر پرستی کا طعنہ دیا۔ کیوں کہ مولانا عبد المقتدر صاحب نسباً عثمانی تھے۔

احمد رضا بریلوی کی نقل کردہ عبارت کو غور سے پڑھئے کہ کس بے دردی کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ٹھہراتے ہیں۔ صحابہ پر طعن و تشنیع کرنا شیعیت کی خاص علامت ہے۔ احمد رضا بریلوی کے پیروکار شیعہ حضرات کے ساتھ عقائد میں یکسانیت کے باعث بھائی بھائی ہیں۔ جب لکھنؤ میں یہ دونوں بھائی اکٹھے ہوئے تو مولانا ظفر علی صاحب نے بروقت فرمایا تھا۔ کیونکہ مولانا اہلِ دل لوگوں میں سے تھے۔ انہوں نے دو ٹوک بات فرمائی: ؎

شیعہ بریلوی سے گلے مل رہا ہے آج — لکھنؤ میں دونوں کا قارورہ مل گیا
کندھا دیا جنازۂ ملت کو ایک نے — اور ایک جا کے قبر پہ پتھر کی سل گیا
کھوئی گئی ملتِ بیضا کی آبرو — اور سنّتِ مطہرہ کا پایہ ہل گیا

۲۳: بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں احمد رضا بریلوی کی بدترین گستاخی اور بے ادبی:

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ برکات احمد کی نماز جنازہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا بریلوی کے مقتدی تھے۔

احمد رضا بریلوی کا کہنا ہے کہ " جب برکات احمد کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سیّد امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر

تشریف لے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لیجاتے ہیں؟ فرمایا کہ برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمدللہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ دوم ص۲۳)

کیا اس فرضی خواب میں صریح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ نہیں؟ کیا اسی پر احمد رضا بریلوی الحمدللہ کا کلمہ شکر نہیں کہہ رہے ہیں؟ افسوس صد افسوس! احمد رضا بریلوی نے یہ بھی نہ سوچا کہ امیر احمد صاحب جب یہ فرضی خواب دیکھ رہے تھے اس وقت برکات احمد کی نماز جنازہ تو ہو چکی تھی اور وہ دفن بھی ہو چکے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی نماز جنازہ کے لئے جا ہی رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری نماز جنازہ ہوگی۔ اور احمد رضا بریلوی نے کس بے حیائی کے ساتھ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ کر دیا۔ چودہ سو سالہ تاریخ میں آج تک کسی بھی مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ نہیں کیا تھا سوائے احمد رضا بریلوی کے۔ جبکہ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور یہ شرف صرف اصحاب رسول کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت سے وہ اس اونچے درجے پر فائز تھے کہ بعض اوقات آپ نے بھی صحابہ کی اقتدا کر لی۔ مگر افسوس کہ احمد رضا بریلوی نے صحابہ کی برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرتے ہوئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ کر دیا۔

۲۴: تمام امہات المؤمنین کی شان میں احمد رضا بریلوی کی بے ادبی و گستاخی:

احمد رضا بریلوی کا کہنا ہے کہ: انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرہ پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ سوم ص ۲۸)

اے ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے قربان ہونے والو کوئی بھی ہونہار بیٹا اپنی ماں کے بارے میں وہ بات نہیں کہتا جو احمد رضا بریلوی نے جمیع امہات المؤمنین کے بارے میں کہی ہے۔ پھر یہ تو وہ مائیں ہیں جن کے ساتھ صرف احترام کا ہی رشتہ نہیں بلکہ ایمان کا بھی رشتہ ہے۔ احمد رضا بریلوی کی اس شرمناک گستاخی سے احترام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بری طرح مجروح ہوتا ہے۔ احمد رضا بریلوی اپنی اس گستاخی میں محمد بن عبد الباقی کو بھی شامل کرتے ہیں۔ یہ قطعاً جھوٹ ہے۔ تاہم علماء اہل سنت ہر اس شخص سے لاتعلق ہیں جو ایسی لغو بات کہے۔ کسی بھی بیٹے کے لیے اپنی ماں کے بارے میں اس قسم کی کھلی بات کہنا ہرگز جائز نہیں۔ پھر اس کی بھی تحقیق ہونی چاہیئے کہ محمد بن عبد الباقی نے یہ لغو اور بے بنیاد بات کہی بھی ہے یا نہیں؟

احمد رضا بریلوی نے یہاں کوئی حوالہ بھی پیش نہیں کیا اور ہمیں پورا یقین ہے کہ احمد رضا بریلوی نے اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔ کوئی بھی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے بارے میں اس قسم کا تصور نہیں کر سکتا سوائے شیعوں کے۔ اگر محمد بن عبد الباقی نے یہ فحش اور لغو بات کہیں لکھی کہاں ہے تو تمام بریلوی قوم کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ حوالہ پیش کریں۔ بصورت دیگر ہم سمجھیں گے کہ تقیہ کے لباس میں شیعیت کو فروغ دینا ہے۔ کیونکہ شیعہ حضرات امہات المؤمنین کے خلاف ہیں۔ انہیں اہلسنت میں سے نہیں مانتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخ

ہیں۔ یہ عقیدہ دراصل شیعوں کا تھا کہ ازواج مطہرات رومنۂ اطہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں۔ اور وہ ان سے شب باشی کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

شیعہ کے جلیل القدر محدث محمد بن یعقوب الکلینی نے اصول کافی میں باب باندھا ہے "باب النہی عن الاشرف علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم"۔

ترجمہ: اس باب میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اوپر چڑھنا منع ہے۔

علامہ کلینی جعفر بن المثنیٰ الخطیب سے روایت کرتے ہیں:

"میں ان دنوں مدینہ میں تھا جب مسجد کی چھت کا وہ حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تھا گرا، کام کرنے والے اوپر چڑھتے اور اترتے تھے۔ میں نے ساتھیوں (شیعوں) سے کہا کہ آج رات کیا تم میں سے کوئی امام جعفر الصادق کے پاس جائیگا؟ مہران بن ابی نصر اور اسمٰعیل بن عمار الصیرفی دونوں نے کہا (ہاں) ہم نے انہیں کہا کہ وہ حضرت امام سے پوچھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اونچا چڑھنا کیا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا: ما احب لاحد منهم ان يعلو فوقه ولا آمنه ان يرى شيئا يذهب منه بصره او يراه قائماً يصلى او يراه مع بعض ازواجه۔ (اصول الکافی ج۱ ص۴۵۲ محمد بن یعقوب الکلینی)

ترجمہ: میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی ان میں سے اس سے اوپر چڑھے اور نہ میں اس سے بے خوف ہوں کہ وہ کوئی ایسی چیز دیکھے کہ اس کی نظر ہی جاتی رہے، یا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا نماز پڑھتے پائے۔ یا یہ کہ آپ کو اپنی کسی بیوی سے مشغول دیکھے۔

شیعوں نے اپنا یہ عقیدہ یوں ہی حضرت امام جعفر صادق کے ذمہ لگایا ہے۔ جعفر بن المثنیٰ تو ان کے عہد میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تاہم اس سے انکار نہیں کہ یہ عقیدہ شیعوں کا ہے جس کو احمد رضا بریلوی نے

اپنا عقیدہ بنالیا ہے اور دروغ بیانی سے اسے محمد بن عبدالباقی الزرقانی کے ذمہ لگایا ہے۔ اس سے بھی آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ امہات المومنین کے بارے میں جو عقیدہ شیعوں کا ہے وہی عقیدہ احمد رضا بریلوی اور پوری بریلوی برادری کا ہے۔ اس سے بھی بریلویت کی اصلیت طشت ازبام ہوجاتی ہے اور صحابہ کرام سے بریلویوں کی دشمنی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

بریلویوں کی حضرت نوحؑ کی شان میں گستاخی

۲۵ : سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بہت ہی جلیل القدر پیغمبر ورسول تھے اور ساڑھے نوسو سال تک پیغام الٰہی کی تبلیغ کرتے رہے کبھی بھی کافروں کے مبلغ نہیں رہے، نہ آپ کبھی کافر رہے۔ اور نہ آپ نے کبھی بھی کفر و شرک کی تبلیغ کی۔ انبیاء علیہم السلام پیدائشی طور پر کفر و شرک سے بری ہوتے ہیں۔ مگر افسوس! بریلویوں کے حکیم الامت اور احمد رضا بریلوی کے خلیفۂ خاص احمد یار گجراتی حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نوح علیہ السلام سب سے پہلے کفار کے مبلغ ہیں۔"

(نور العرفان ص۸۶۳)

عصمت انبیاء کے محافظوں اٹھو اور بریلویت کو لگام کو کہ کس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے۔ جبکہ اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ کسی بھی نبی ورسول نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی کبھی بھی کفر یا شرک نہیں کیا نہ نبوت سے پہلے نہ نبوت کے بعد۔ کفر و شرک سے وہ مقدس نفوس ہمیشہ پاک و صاف رہے تو پھر کافروں کے مبلغ کیسے ہوسکتے ہیں؟

بریلویوں کی حضرت ابراہیمؑ کی شان میں گستاخی

۲۶ : احمد رضا بریلوی کے خلیفہ خاص احمد یار گجراتی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" بعض مشرکین آپکو کرشن کہہ کر احترام کرتے ہیں، مجھ سے ایک مذہبی ہندو نے کہا کہ جنھیں تم ابراہیم کہتے ہو ہم کرشن جی کہتے ہیں اور حضرت اسماعیلؑ کو ارجن " (نور العرفان ص۴۹۲)

افسوس صد افسوس ! احمد یار گجراتی نے اس ہندو کی تردید کرنے کی بجائے پنڈت جی کا یہ تحفہ خود مسلمانوں کو پیش کر دیا۔

اور حاشیہ قرآن میں ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" ہند کے مشرک انہیں کرشن کا نام دیکر تعریفیں کرتے ہیں مشرکینِ عرب بھی اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے " (نور العرفان ص۵۹)

بریلویوں کی حضرت آدمؑ کی شان میں گستاخی

۲۷ : احمد رضا بریلوی کے خلیفۂ خاص ابوالحسنات محمد احمد الوری لکھتے ہیں:

" وہ آدم جو سلطان مملکتِ بہشت تھے ، وہ آدم جو متوّجِ عزّت تھے آج شکار تیر بذلّت ہیں " (اوراق غم ص۲)

افسوس ! آج تک ان بریلویوں نے یہ نہ بتلایا کہ وہ تیرانداز کون تھا ؟ جس کا شکار سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو بتلایا جا رہا ہے اور اس انجام کے لئے ذلت وخواری کے الفاظ کیا اب تک کسی مسلمان نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے استعمال کئے ؟ . بریلویوں کچھ تو سوچو اور انبیاء علیہم السلام

کی توہین سے اپنے آپ کو بچاؤ ۔

انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام کی توہین کرنا بریلویوں کی توہین کرنا جزو ایمان ہے ۔

بریلویوں کی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شان میں گستاخی

۲۸ : عورت کے کئی درجے ہیں : عورت کبھی ماں ہوتی ہے، کبھی بہن ، کبھی بیوی، کبھی بیٹی ۔ عورت کا لفظ سب پر یکساں استعمال ہوتا ہے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس اطلاق میں اور نظر نظر میں فرق ہے ۔

انسان جس نظر سے بیوی کو دیکھتا ہے اس نظر سے بیٹی کو نہیں ۔ کوئی غیرت مند اور شریف انسان بیوی کے حسن و جمال کا تصور بیٹی میں تلاش نہیں کرتا ۔ حضرت حوّا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی نظر میں بہت حسین دکھائی گئیں ۔ اور یہ صحیح ہے کہ مرد کو اس حسن کی تلاش بیوی میں ہی کرنی چاہیئے نہ کہ بیٹی میں ۔

اب احمد رضا بریلوی کے خلیفۂ خاص ابو الحسنات محمد احمد الوری کی اس گستاخی پر نظر کیجئے : "جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آدم و حوّا کو بہشت میں متمکن فرمایا تو اس روز فردوسِ اعلیٰ کے باغیچوں میں گل گشت فرماتے ہوئے حضرت حوا کی طرف مخاطب ہو کر یوں کہا کہ اللہ نے تم سے زیادہ حسین اور نیک دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے روح الامین کو حکم دیا کہ جب آدم و حوّا فردوس کی گل گشت سے واپس آئیں تو ہمارے حبیب مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ کی زیارت کراؤ ۔"

(اوراقِ غم صـ ۱۴۳)

بریلوی شکم پرور ملا اس گستاخی کے جواب میں کہتے ہیں کہ "حضرت آدم حضرت حوا کے چہرے میں نسوانی حسن ملاحظہ نہ فرما رہے تھے، مطلق حُسن کی تعریف کر رہے ہیں" یہ تاویل صحیح نہیں اگر مطلق حسن مراد ہوتا تو پھر روح الامین آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دکھاتے۔ جن سے بڑھ کر حسین وجمیل کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی وہ نظر نسوانی حسن پر نہ ہوتی تو احمد بریلوی کے یہ خلیفہ یہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکل وصورت کا تصور پیش نہ کرتے۔

آہ وہ سیدہ طاہرہ رضی جگر گوشۂ رسولؐ جن کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ وصیت کی کہ میرا جنازہ بھی رات کے وقت نکلے۔ کسی دوسرے کی نظر میرے جنازے پر بھی نہ پڑے۔ اُن کے حسن وجمال کا یہ کھلا تذکرہ اور مظاہرہ کرکے بریلویوں کو کچھ بھی خوفِ خدا مانع نہ آیا۔

کوئی شریف بیٹا اپنے ماں باپ کے ذکر میں حیاء کی ان حدود کو نہیں پھاندتا پھر ان ماؤں کے بارے میں جن پر یہ کروڑوں مائیں نچھاور کی جاسکیں اور اس روحانی باپ کے سلسلے میں جن پر کروڑوں نسبی باپ قربان ہوں اس قسم کا گھناؤنا تصور، اور اسے بطور عقیدے کے ذکر کرنا بے حیائی کی انتہاء اور بدبختی کی نہایت تاریک راہ ہے جس پر بریلویت چل رہی ہے۔

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ احمد رضا بریلوی معصوم عن الخطاء تھے

۲۹ : عبد الحکیم قادری لکھتے ہیں:

" اعلیٰ حضرت کی قلم وزبان ہر قسم کی لغزش سے محفوظ تھی اور باوجود اس کے کہ ہر عالم کی کوئی نہ کوئی لغزش ضرور ہوتی ہے

مگر اعلیٰ حضرت نے ایک نقطے کی غلطی بھی نہیں کی۔"
(یادِ اعلیٰ حضرت ص۳۲)

اور ایک اور بریلوی لکھتے ہیں:
"اعلیٰ حضرت بچپن سے غلطیوں سے مبرا تھے، صراطِ مستقیم کی اتباع آپ کے اندر ودیعت کردی گئی تھی۔" (انوار رضا ص۲۲۳)

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس ذات ہر طرح کی لغزش و خطائے مبرا ہوتی ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی بھی غلطیوں سے مبرا نہیں۔ البتہ شیعوں کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ ائمہ حضرات ہر طرح کی لغزشوں سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔

بریلویوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث اور اہلسنت کے مسلک کے خلاف ہے بعینہ یہ تو وہی عقیدہ ہے جو شیعوں کا عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ سے بھی بریلویت شیعت کے آئینہ میں صاف نظر آتی ہے۔

یہ انتیس ۲۹ دلیلیں بطور نمونہ ذکر کردی گئی ہیں جس سے احمد رضا بریلوی کی اصلیت اور مکروہ عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں، ورنہ ان کی کتب شیعہ عقائد سے بھری پڑی ہیں اور اہل بصیرت کے لئے یہ دلائل ایک پہاڑ ہیں جس پر چڑھکر احمد رضا بریلوی کا گھناؤنا چہرہ بالکل صاف نظر آتا ہے۔ اور عقل والوں کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

اب آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری ملتِ اسلامیہ کو ایسے گمراہ لوگوں سے محفوظ رکھے اور صراطِ مستقیم کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

نذر محمد قاسمی

مکتبہ طیبہ دیوبند کی اہم مطبوعات

تفسیر انوار البیان جلد اول	200/00
تفسیر انوار البیان جلد دوم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد سوم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد چہارم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد پنجم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد ششم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد ہفتم	200/00
تفسیر انوار البیان جلد ہشتم	200/00
المعجم المفہرس لالفاظ القرآن	600/00
قول متین شرح اردو حصن حصین	180/00
معارف الاکابر	150/00
علمی مضامین مع مزاحیہ حکایات	125/00
لاڈلے رسولؐ کی چہیتی بیٹی	30/00
عشق مجازی کی تباہ کاریاں	90/00
جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات	40/00
میں توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن	25/00
زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخۂ اکسیر	15/00
ایک مسلمان کس طرح زندگی گذارے؟	10/00
نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے	70/00
گناہوں کا سمندر	90/00
آنسوؤں کا سمندر	80/00
گناہوں سے بچیے اللہ کا محبوب بنیے	35/00
اللہ کا پیارا بننے کا طریقہ	50/00
اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ	45/00
دینی مدارس	40/00

تجارت حضورؐ کی نظر میں	50/00
فیشن پرستی اور اس کا علاج	65/00
لمحاتِ زندگی	45/00
ترک گناہ	15/00
بڑا بننے کا شوق	12/00
احاطۂ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن	90/00
احکام مسافر مجلد	70/00
معارف مسیح الامت	70/00
خصائل مصطفیٰ ﷺ	60/00
نقوش علمائے دیوبند	40/00
راہ نجات	15/00
تسہیل المیبذی	30/00
خطب شہید	14/00
زلزلے کیوں آتے ہیں؟	10/00
بدعتی خدا کا باغی	10/00
عقائد بریلویت	20/00
دعاء کی اہمیت وفضیلت	12/00
مالابد منہ	50/00
سینما بینی اسکے مہلک اثرات	35/00
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے	15/00
ٹی وی کی تباہ کاریاں	12/00
بریلویت کی اصلیت	25/00
اکرام المسلمین	16/00
مودودی صاحب اپنے افکار وخیالات کے آئینے میں	25/00
مقبول تقریریں	30/00

MAKTABA TAYYABA

DEOBAND-247754, PH: 01336-224017

CRESCENT COMPUTERS, DEOBAND, PH:01336-223183